نگران اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

ہارے گی خونیں تلوار
جیتے گا دل آرا ہل

"ہل آبادی کی علامت ہے
جبکہ تلوار ہلاکت کی"

— مفتی محمود مدظلہ

بلوچستان میں ہم نے التوا کا مطالبہ کیا تھا بائیکاٹ نہیں

بلامقابلہ کامیاب ہونے اور بلوچستان کے نتائج کو تسلیم نہیں کریں گے

غریب عوام کو نام نہاد اصلاحات سے کوئی فائدہ نہیں ہوا،

قومی اتحاد کے رابطہ عوام مہم
پاکستان کے افتتاحی جلسہ عثمانیہ

مارکیٹ چوک میں منعقد ہوا مولانا حامد علی خان۔ شیخ خضر حیات اور دیگر مقامی رہنماؤں کے خطاب پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھٹو کو یہ خیال تھا کہ اپوزیشن متحد نہیں ہو سکتی اور ہم بھی جان کر اس فضا کو برقرار رکھ رہے تھے۔ جونہی انتخابات کا اعلان ہوا دو گھنٹے میں ہم نے پاکستان قومی اتحاد کے قیام کا اعلان کر دیا ہے۔

اگر مسٹر بھٹو کو ذرہ بھر بھی گمان ہوتا کہ ہم متحد ہیں تو وہ انتخابات کا اعلان نہ کرتا۔ اب نہ دستور میں ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ وزیراعظم کی حیثیت سے التوا کا اختیار رکھتے ہیں — ہمیں شبہ ہی نہیں یقین تھا کہ ایکسال کے لیے التوا ہو گا — اور جناب بھٹو اپنی تقریروں میں یہ تاثر بھی دے چکے تھے مگر بعد میں انہوں نے خیال کیا کہ اپوزیشن کے اختلافات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انتخاب کرائیں اب نہ انتخاب ملتوی ہو سکتے ہیں اور نہ اور کوئی راہ فرار باقی رہی ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ بھٹو اصلاحات کا بہت ذکر کرتے ہیں ہم اصلاحات کو نہیں ان کے اثرات کو دیکھتے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ مہنگائی کتنی بڑھ گئی ہے۔ غریبوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو گئی ہے۔ غریب عوام کو ان اصلاحات سے کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے [illegible] عوام کے لیے ایک نئی مصیبت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہے۔

پکی پکائی روٹی۔ سلے سلائے کپڑے اور بنے بنائے مکان آپ دیکھ رہے ہیں کہ پکی پکائی روٹی بازار کی روٹی سے مہنگی پڑتی ہے۔ تو اس سے غریبوں کو کیا فائدہ ہوا۔ جہاں تک سیاسی حالات کا تعلق ہے پانچ سال بعد آپ یہ جلوس اور جلسہ دیکھ رہے ہیں بھٹو کے پانچ سالہ دور میں نہ جلسہ کی اجازت تھی اور نہ جلوس کی۔

جہاں تک مزدوروں کا تعلق ہے۔ اس سال دور میں اتنے مزدور گولیوں سے مار دئے گئے کہ ۲۵ میں اتنے مزدور نہیں مارے گئے تھے۔ ان غریب مزدوروں نے بھٹو کا ساتھ دیا اور اس نے مزدوروں کے سینے گولیوں سے چھلنی کئے۔

بھٹو صاحب نے ایک منشور بھی پیش کیا ہے اس منشور کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے جب تم برسراقتدار ہو اور صاحب اختیار بھی تو جو خدمت عوام کی کرنا چاہتے ہو کر دو — جو حقوق دینا چاہتے ہو عطا کر دو وعدوں کی کیا ضرورت اور کیا حقیقت ہے ایک جمعہ کی چھٹی کا اعلان کیا وہ بھی جولائی! کون کہتا ہے کہ جولائی تک تم ہو گے؟ — تمہاری جمہوریت کا یہ حال ہے کہ قومی اسمبلی سے اپوزیشن کو زبردستی نکال دیا گیا۔ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے مجھے گھسیٹا گیا۔ میرا ہاتھ زخمی ہوا۔ کپڑے تار تار ہوئے یہ سب کچھ آپ کے شہر کے ایک رکن جو قومی اسمبلی کے اسپیکر بھی تھا۔ اس نے یہ غیر قانونی حکم دیا اور ملک کے سب سے بڑے ایوان کے وقار کو مجروح کیا۔ پارلیمانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ واحد واقعہ جو پاکستان میں جناب فاروق علی خان کے حکم سے ہوا — جو ملتان شہر میں رہتا ہے۔ اس طرح انہوں نے آئین کی صریحاً خلاف ورزی کی اور اراکین کو جو حقوق حاصل ہیں اور جو تحفظ حاصل ہے اس سے زبردستی روک دیا گیا! — ملک نے گذشتہ پانچ سال میں اتنی ترقی کی ہے کہ ایک سو بیس ارب روپے کا قرض دار ہو گیا ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ غیر تعمیری قرضے ہم ادا نہیں کریں گے حکومت قومی دولت کو عیاشی اور فضول خرچی پر ضائع کر رہی ہے۔ سیاسی رشوت کے طور پر جیپ سکوٹر اور سائیکل تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ یہ تمام اخراجات اس فنڈ سے کئے جا رہے ہیں جو سیلاب اور زلزلہ زدگان کی اعانت کیلئے عرب ملکوں نے دیا تھا یہ امدادی رقم مصیبت زدگان میں تقسیم کئے جانے کی جگہ پیپلز پارٹی کے متاثرین میں تقسیم کی جا رہی ہے۔

مجھے اس سے بھی بہت صدمہ ہوا کہ ملتان میں صوبائی انتخابات کے کاغذات حاصل نہیں ہونے دئے پولیس اور غنڈوں نے شریف شہریوں کو مارا پیٹا، حکام اپنے کمروں میں بیٹھے یہ تماشہ دیکھتے رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔ میں ان حکام کو اور پولیس حکام کو خبردار کرتا ہوں تم پیپلز پارٹی کے ملازم نہیں قوم کے ملازم ہو۔ ہم ان باتوں کا حساب لیں گے۔ ان لوگوں کی فہرست بنائی جائے جو ظلم کا ساتھ دیتے ہیں اور بے گناہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں — اور ظالم ہیں ہم ظالم کو بھاگنے نہیں دیں گے۔ انہوں نے اک [illegible] طیارہ خریدا ہے یہ ان کو بھگا نہیں لے جا سکتا۔ برسراقتدار پارٹی انتخابات کے لیے جس قدر ریڈیو اور ٹی وی استعمال کرے گی ہم بھی اسی قدر ان قومی اداروں سے استفادہ کریں گے ہم بلامقابلہ کامیاب ہونے والے افراد اور بلوچستان کے نتائج کو قبول نہیں کریں گے۔ اس سلسلہ میں ہم الیکشن کمیشن سے بات کر رہے ہیں۔

پریس کانفرنس

اس جلسہ کے بعد جلوس چوک بازار پاک گیٹ



جلد نمبر ۲۰ شمارہ ۷
جمعۃ المبارک ۱۸ فروری ۱۹۷۷ء ۲۷ صفر

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
سہ ماہی ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

[illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ سے شائع کیا

اداریہ

غنڈہ عناصر پر تکیہ

اکرام القادری

عام انتخابات کا مرحلہ جس قدر قریب آرہا ہے عوام میں پیپلز پارٹی کا دائرۂ اثر تنگ ہوتا جارہا ہے۔ پاکستان قومی اتحاد کی جانب سے انتخابی منشور جاری کر دینے کے بعد تو عالم یہ ہے کہ ہر طرف سے "ہل ہل" ہی کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں۔ ملک کے گوشے گوشے سے قومی اتحاد کی تائید وحمایت کا یقین دلایا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ خود حکمران پارٹی کے کارکن بھی وعدہ فردا سے تنگ آکر جوق در جوق قومی اتحاد میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس قسم کی فضا میں پیپلز پارٹی اپنی آخری پناہ گاہ ان غنڈہ عناصر کو خیال کر رہی ہے جو معمولی معمولی مفادات کے پیش نظر ملکی اور قومی مفادات کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ ان غنڈہ عناصر میں بھی اتنا کس بل نہیں ہوتا کہ آمریت کے گرتے ہوئے قصرِ بلند کو بچانے کے لیے عوام کے بپھرے ہوئے سیلِ بلا کے سامنے ٹھہر سکیں۔ بلکہ یہ روباہ صفت، بزدل لقندرے پولیس کی مسلح قطاروں کے عقب میں کھڑے ہو کر گھٹیا قسم کی نعرہ بازی کرتے رہتے ہیں۔ ان دنوں پیپلز پارٹی انہی عناصر پہ تکیہ کیے ہوئے ہے۔

اس کے علاوہ پاکستان قومی اتحاد کے منشور کے خلاف حکمران پارٹی کا ہر چھوٹا بڑا فرد واویلا کر رہا ہے۔ تمام ذرائع ابلاغ منشور کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے پر وقف کیے ہوئے ہیں۔ پہلے بھٹو صاحب یہ کہ رہے تھے کہ پاکستان قومی اتحاد منشور نہیں دے سکتا، اس میں نو جماعتیں ہیں اور ہر جماعت اپنا ہی ایک نقطۂ نظر رکھتی ہے۔ لیکن اب جب کہ منشور مارکیٹ میں آگیا ہے اور ہر شخص نے اس پر اظہارِ مسرت کیا تو نئے نئے شگوفے چھوڑنے شروع کر دیئے۔

اب سارا زور اس بات پر ہے کہ منشور میں تضادات ہیں۔ اس میں غریب عوام کو کچھ نہیں دیا گیا دفاع کے سلسلے میں کچھ نہیں لکھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس نوع کے بے سروپا الزامات سے بات بنتی نظر نہ آئی اور سربراہِ قومی اتحاد مولانا مفتی محمود نے اپنی تقریروں کے ذریعہ تمام دور از کار تاویلوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔

اب تو خود بھٹو صاحب بھی دبی زبان میں قومی اتحاد کی کامیابی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، پہلے وہ کہتے تھے کہ قومی اتحاد کسی بھی صورت برسرِ اقتدار نہیں آسکتا۔ اب ان کا کہنا ہے کہ اگر قومی اتحاد برسرِ اقتدار آگیا تو میرے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ میری تعمیری اصلاحات کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ غریب عوام کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔

اس کے برعکس عوام کے تمام طبقے قومی اتحاد کی راہ میں پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ انہیں تمام مشکلات کا نجات دہندہ تصور کر رہے ہیں اور پوری ہمت وجرأت کے ساتھ قومی اتحاد کے رہنماؤں کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ حکمران طبقے کا ہر ہتھکنڈہ عوام کو ان سے دور سے دور تر لیجا رہا ہے۔ اس پر بھی بھٹو صاحب اور ان کی پارٹی کے دیگر افراد عوام کا نام لے کر اپوزیشن پر عوام کے خلاف سازش کا الزام لگائے چلے جارہے ہیں۔ اسے کہتے ہیں مدعی سست گواہ چست۔

یہ عوام ہی کا زور ہے جس کے خوف سے جناب وزیراعظم اپنے منصب ومقام سے نیچے گذر کر اول فول پہ اتر آئے ہیں۔ وزیراعظم کی حیدرآباد کی تقریر ہمارے اس دعوے پر شاہد عدل ہے انہوں نے پریشان خاطری اور اضطرابیت کے عالم میں قومی اتحاد کے رہنماؤں کے خلاف عجیب وغریب نوعیت

پیپلز پارٹی کو انتخابات سے فرار اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی

قومی اتحاد کے کارکن پیپلز پارٹی کی اشتعال انگیز حرکات کا کوئی نوٹس نہ لیں اور صبر و تحمل کے ساتھ اپنی انتخابی مہم جاری رکھیں (مولانا مفتی محمود کا اعلان)

لاہور۔ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ اور جمعیت علماء اسلام کے قاید حضرت مولانا مفتی محمود نے گذشتہ روز یہاں ایک اخباری بیان میں قومی اتحاد کے کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ اپنی انتخابی مہم جاری رکھیں، اور قومی اتحاد کی خاطر پیپلز پارٹی کی اشتعال انگیز حرکات کا کوئی نوٹس نہ لیں کیونکہ پیپلز پارٹی ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس قسم کی کارروائیاں کر رہی ہے جن کا مقصد ملک میں امن عامہ کا سوال پیدا کر کے انتخابات سے فرار کی راہ ڈھونڈنا ہے، لیکن میں واضح الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ: پیپلز پارٹی کو انتخابات سے فرار اختیار کرنے یا انتخابی عمل کو سبوتاژ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائیگی

مفتی صاحب نے کہا کہ

در اصل حکمران پارٹی انتخابات کا اعلان کرتے وقت اس خوش فہمی کا شکار تھی کہ حزب اختلاف کی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد نہیں ہو سکیں گی، لیکن انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہونے کے فوراً بعد تمام اپوزیشن پارٹیوں نے پاکستان قومی اتحاد قائم کر کے پیپلز پارٹی کی اس خوش فہمی کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد حکمران پارٹی نے اپنی امیدیں وابستہ کر لیں کہ شاید قیادت کے سوال پر پاکستان قومی اتحاد بکھر جائے، یا سیٹوں کے سوال پر حزب اختلاف کا اتفاق نہ ہو سکے پاکستان قومی اتحاد کسی متفقہ منشور پر جمع نہ ہو سکے لیکن پاکستان قومی اتحاد نے ان تمام مراحل سے گذر کر پیپلز پارٹی کی تمام امیدوں اور خوش فہمیوں کو باطل کر دکھایا ہے اور پاکستان قومی اتحاد قائم نہ رہنے اور جلد ٹوٹ جانے کے بارے میں حکمران پارٹی کے تمام تر بلند و بانگ دعوے بے بنیاد ثابت ہوئے ہیں۔

مولانا مفتی محمود نے کہا:

پیپلز پارٹی انتخابی حکمتِ عملی کے محاذ پر پاکستان قومی اتحاد سے قدم قدم پر شکست کھانے کے بعد انتخابات سے کلیتہً مایوس ہو چکی ہے۔ اور اب اس لئے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد انتخابات میں کامیابی حاصل کر لینے کے بعد متفقہ حکومت قائم نہیں کر سکے گا۔ اور جلد اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ لیکن میں دو ٹوک الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ:

"ہم نے پاکستان قومی اتحاد ٹوٹنے کے لیے، بلکہ قائم رہنے کے لیے تشکیل دیا ہے اور جس طرح ہم نے قیادت، سیٹوں کی تقسیم، اور منشور کے سوال پر حکمران پارٹی کے مفروضات اور خوش فہمیوں کو خاک میں ملا دیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ متفقہ حکومت کے قیام میں بھی پیپلز پارٹی کی توقعات کو باطل اور بے بنیاد ثابت کریں گے"

مفتی صاحب نے کہا:

ملک کے مختلف حصوں سے موصول ہونے والی اطلاعات سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی انتخابات سے مایوس ہو کر اشتعال انگیز حرکات اور تشدد آمیز کارروائیوں پر اتر آئی ہے۔ تاکہ وہ ملک میں امن عامہ کا سوال پیدا کر کے انتخابی عمل کو سبوتاژ کر سکے۔ اور انتخابات سے فرار کی راہ ڈھونڈ سکے۔

اس لیے میں ملک بھر میں پاکستان قومی اتحاد کے تمام امیدواروں اور کارکنوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ پورے صبر و تحمل کے ساتھ اپنی انتخابی مہم کو جاری رکھیں اور پیپلز پارٹی کی اشتعال انگیز حرکات پر کسی قسم کا نوٹس نہ لے کر انتخابی عمل کو سبوتاژ کرنے کی سازش کو ناکام بنا دیں۔

مولانا مفتی محمود نے اپنے بیان میں کہا کہ:

"میں اس موقعہ پر پیپلز پارٹی اور ملک میں موجود دوسری سیاسی اور غیر سیاسی قوتوں کو خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انتخابی عمل کو سبوتاژ کرنے یا انتخابات پر اثر انداز ہونے کی کسی کوشش کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی بھی قوت نے قوم کے جمہوری حقوق کے ساتھ کھیلنے کی ناپاک کوشش کی تو اس کے نتائج انتہائی سنگین ہونگے اور ایسی حرکت کو قومی مفادات کے ساتھ غداری سمجھ کر اس کے مطابق آئندہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا"

مفتی صاحب نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کی اشتعال انگیز حرکات اور تشدد کی کارروائیوں کی تفصیلات سے پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی دفتر واقع مسلم لیگ ہاؤس ڈیوس روڈ لاہور کو فوری طور پر مطلع کریں، تاکہ انہیں "قرطاس ابیض" کی صورت میں منظر عام پر لایا جا سکے۔

تحریر: عنایت اللہ خان

بے روزگاری انسانوں کے خلاف ایک "خاموش" جنگ ہے

ایک سال کی بے روزگاری سے عمر کے پانچ سال کم ہوتے ہیں

ماہرین کا کہنا ہے کہ بے روزگاری ایک ایسی خاموش جنگ ہے۔ جس میں انسان کا یہ دشمن توپوں، بموں اور تلواروں کے استعمال کے بغیر ہی انسانوں کو قبر کی تاریکی میں گھسیٹ لیتا ہے۔ اور اپنے اوپر کوئی الزام بھی نہیں لیتا۔

بے روزگاری کس طرح انسان کو انتہائی خاموشی کے ساتھ موت کے منہ میں دھکیلتی ہے۔ اس کا اندازہ امریکی ماہرین اور مفکرین کے اس نتیجے سے لگایا جا سکتا ہے، جس پر وہ طویل تحقیقات کے بعد پہنچے ہیں۔ ان ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال تک بے روزگار رہتا ہے تو اس کی عمر کے پانچ سال کم ہو جاتے ہیں۔ گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک سال کی بے روزگاری آدمی کو پانچ سال پہلے مار دیتی ہے۔ مگر تشویش کی بات یہ ہے کہ ترقی پذیر تو رہے ایک طرف انتہائی ترقی یافتہ مغربی ملک بھی ابھی تک انسانی زندگی کے اس دشمن پر قابو نہیں پا سکے ہیں۔ اور اس وقت ان ترقی یافتہ مغربی ملکوں میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ سے زیادہ افراد بے روزگاری کا شکار اپنی عمر عزیز کا ایک قیمتی حصہ گنوا رہے ہیں اور تیزی کے ساتھ موت کے منہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

اگر ترقی یافتہ مغربی ملکوں میں بے روزگاری کا یہ عالم ہے تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان ترقی پذیر ملکوں میں بے روزگاری کا کیا عالم ہوگا، جنہیں افلاس، پسماندگی، ناخواندگی اور بے روزگاری، نوآبادیاتی غلامی سے ورثے میں ملی ہے۔ اس نوآبادیاتی ورثے سے نجات حاصل کرنے کے لئے تیسری دنیا کے ملک ایک شدید جدوجہد کر رہے ہیں۔ جسے اور چیزوں کے علاوہ ایک نئے اور منصفانہ عالمی اقتصادی نظام کے لئے تیسری دنیا کی جدوجہد کی صورت میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

اس وقت تیسری دنیا کے ترقی پذیر ملکوں کے سامنے صرف یہ مسئلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے نوآبادیاتی ماضی کے ورثے سے کیسے نجات حاصل کریں۔ بلکہ یہ مسئلہ بھی درپیش ہے کہ اس وقت دنیا میں ترقی کے جو دو مختلف طریقے یعنی سرمایہ دارانہ اور اشتراکی طریقے موجود ہیں، ان میں سے کس طریقے کو اپنا کر تیسری دنیا عوام کی ترقی اور خوش حالی کو یقینی بنا سکتی ہے۔ جہاں تک سرمایہ دارانہ طرز ترقی کا تعلق ہے۔ گذشتہ تیس سال سے ہم اور دوسرے کئی ترقی پذیر ملک اس طرز کو آزما چکے ہیں اس طریقے نے ہمیں افراط زر، مہنگائی، بے روزگاری اور غیر ملکی محتاجی کے سوا کچھ نہیں دیا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکی طرز ترقی کو بھی دیکھا جائے کہ وہ ہمارے مسائل کے حل میں کس حد تک مددگار ہو سکتا ہے۔ اس اشتراکی طرز ترقی کو سمجھنے کے لئے سہولت کی خاطر ہم سوویت یونین کی مثال اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

سوویت یونین میں جو دنیا کا پہلا اشتراکی ملک ہے ۱۹۳۰ میں بے روزگاری ختم کی گئی ہے۔ اور اس دن سے اس ملک میں کوئی شخص بے روزگار نہیں ہے۔ بلکہ اب تو عالم یہ ہے کہ سوویت یونین کے سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اس ملک کو افرادی قوت کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس کارنامے کی ایک اہم وجہ اس ملک کی منصوبہ بند معیشت بھی ہے۔ اس منصوبہ بند معیشت کی بدولت آج بھی جب پوری سرمایہ دار دنیا افراط زر اور کساد بازاری کے بحران سے دوچار ہے یہ ملک افراط زر اور کساد بازاری جیسے مظاہر سے ناآشنا ہے اور یہاں پر قیمتوں میں استحکام کا عالم یہ ہے کہ ننانوے فیصد اشیائے خوردنی اور ۹۵ فیصد غیر خوردنی اشیاء آج اس ملک میں ۱۹۷۰ کی قیمتوں پر فروخت کی جا رہی ہیں جبکہ دودھ اور گوشت کی قیمتوں میں ۱۹۶۲ سے اب تک ایک دفعہ بھی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اور دال روٹی اور شکر کی قیمتوں میں گذشتہ پچیس سال سے کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اور حکومت نے حال ہی میں یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ مستقبل میں بھی ان اشیاء کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح مکانات کے کرایوں میں جو کرایہ داروں کی آمدنی سے تین تا پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہیں، ۱۹۲۸ء سے اب تک کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔

اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ مکان کے کرائے میں بجلی، گیس، پانی، گھروں کو ٹھنڈا اور گرم رکھنے کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ اس کے باوجود کرایہ داروں کی آمدنی کے تین یا پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ سوویت یونین میں قیمتوں میں پائے جانے والے اس استحکام کا ذکر اس لئے بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۷۵ء میں خراب موسم کی وجہ سے غذائی اجناس اور معیشت کے کئی دوسرے شعبوں میں شدید دشواریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ لیکن ان تمام دشواریوں کے باوجود روس کی قومی آمدنی میں پانچ فیصد اضافہ ہو گیا۔ اور اتنا اضافہ کسی بھی ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک میں نہیں ہوا۔

قیمتوں میں استحکام، افراط زر کی عدم موجودگی اور

بے روزگاری کے خاتمے کی وجہ سے عوام کی بچتوں میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ ان بچتوں کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت کی طرف سے تعلیم، صحت، صفائی اور دیگر خدمات کی فراہمی مفت ہوتی ہے اور مکانات بھی حکومت خود ہی تعمیر کرکے عوام کو بلا معاوضہ حوالے کرتی ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے عوام کی خوشحالی میں اضافہ ہوا ہے اور اب وہ بنیادی ضروریات کی مکمل تکمیل کرکے جدید سہولیات حاصل کررہے ہیں۔ یہ ساری کامیابیاں ظاہر ہے۔ نجی سرمائے اور سرمایہ دارانہ نظام کو لوٹ کھسوٹ کے خاتمے کے ساتھ ساتھ معیشت میں منصوبہ بندی اور صنعتوں میں منافع کی بجائے عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لئے پیداوار میں اضافہ کرکے حاصل کی گئی ہیں۔ یہ طرز ترقی ایسا ہے کہ اس کے بہت سے طریقے ترقی پذیر ملک بآسانی اپنا سکتے ہیں تاہم اس کے لئے انہیں ترقی کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بھی بدلنا ہوگا۔ اور ترقی کو پیداوار میں اضافے کی بجائے عوام کی خوشحالی سے ناپنا ہوگا۔

۱۹۷۶ء میں عالمی معیشت کا ایک جائزہ

گذشتہ سالوں کی طرح ۱۹۷۶ء بھی ترقی پذیر تیسری دنیا اور ترقی یافتہ سرمایہ دار مغربی دنیا کے لئے معاشی مشکلات کا سال رہا۔ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی کساد بازاری معاشی اور پیداواری جمود اور افراط زر ان ملکوں کی معیشتوں سے چمٹے رہے۔ قیمتوں اور بے روزگاری میں تیزی سے اضافہ ہوا اور اس کے نتیجے میں مختلف سماجی اور سیاسی عوارض اور بے چینیاں لاحق رہیں۔ اس بے چینی کا تازہ ترین اظہار مصر میں ہوا۔ جو گذشتہ چند سالوں میں بڑی تیزی کے ساتھ امریکہ اور دوسرے مغربی ملکوں کے قریب گیا۔

تو یہ ہے کہ امریکہ کے صدارتی انتخابات میں دونوں حریفوں کی جانب سے معاشی مسائل کو نظر انداز کرنے کی شعوری کوششوں کے باوجود مہنگائی اور بے روزگاری جیسے مسائل ابھر کر سامنے آگئے۔ اور صدر کارٹر کو بار بار امریکی عوام کی اکثریت کی معاشی حالت سدھارنے کا وعدہ کرنا پڑا۔

کچھ یہی صورت حال مغربی یورپ اور یورپی مشترکہ منڈی کے ملکوں میں رہی۔ ۱۹۷۶ء کے دوران میں ان ملکوں میں بے روزگاروں کی تعداد بڑھ کر ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تک پہنچ گئی اور افراط زر کا تناسب بعض صورتوں میں گیارہ فیصد تک پہنچ گیا۔ اور اس میں چھ فیصد ماہانہ کے حساب سے اضافہ ہوتا رہا۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے یورپی معاشی [illegible] کے رکن ملک اپنی قومی پیداوار میں ۴.۵ فیصد سے زیادہ اضافہ نہ ہونے دیں۔ اسی طرح امریکہ اور دوسرے تمام سرمایہ دار ملکوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنی معاشی مشکلات پر قابو پانے کے لئے تعلیم، صحت، تفریح اور رہائشی سہولیات جیسی سماجی خدمات کی فراہمی کے لئے مخصوص کی جانے والی رقموں میں بھاری تخفیف کریں گے۔ یہ صورت حال بذات خود یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ مغرب کس حد تک معاشی بحران میں پھنسا ہوا ہے۔

سرمایہ دار دنیا کی اس معاشی ابتری کے مقابلے میں سوشلسٹ ملکوں کی معیشتیں نہ صرف اس عرصے میں بحرانوں سے پاک رہیں۔ بلکہ ان ملکوں کی معیشت مسلسل ترقی کرتی رہی ہے اور اس مسلسل ترقی کے نتیجے میں سوشلسٹ برادری کے ملکوں میں عوام کے لئے سماجی خدمات کی فراہمی اور معیار زندگی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں سوویت یونین کے مرکزی شماریاتی بورڈ نے ملک کے دسویں پنج سالہ منصوبے کے پہلے سال یعنی ۱۹۷۶ء میں ملک کی معاشی ترقی کے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں وہ بڑی دلچسپی کا باعث ہیں۔

ان اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۷۶ء میں روس کی قومی آمدنی میں ۱۹۷۵ء کے مقابلے میں اٹھارہ ارب روبل کا اضافہ ہوگیا اور یہ آمدنی ۳ کھرب ۸۰ ارب روبل تک پہنچ گئی۔ اور اس آمدنی کا ۵٪ حصہ رہائشی سہولتیں، سماجی بہبود اور تفریحات کی فراہمی پر خرچ کیا گیا۔ سال گذشتہ کے دوران میں پرچون فروشی کی تجارت مقررہ حد سے ۴٪ فیصد بڑھ گئی۔ اعداد و شمار میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۶ء میں ایک کروڑ دس لاکھ افراد کے لئے نئے مکانات فراہم کئے گئے۔ ان مکانات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جدید ترین تعمیراتی سامان استعمال کیا گیا ہے اور اندرونی آرائش اور جدید سہولتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مکانات کے کرایوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے اور یہ کرائے اب بھی پہلے کی طرح مکینوں کی آمدنی کے تین تا پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہیں۔

طبی سہولتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس وقت سوویت یونین میں دنیا میں موجود کل ڈاکٹروں کی تعداد کا ایک تہائی ڈاکٹر سوویت یونین میں ہیں۔ اور ان کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے سوویت یونین میں ۱۹۳۰ء کے بعد سے کوئی شخص بے روزگار نہیں ہے۔ بلکہ اب صورت حال یہ ہے کہ معیشت کے بعض شعبوں میں افرادی قوت کی کمی محسوس کی جانے لگی ہے۔ اس کمی کو جدید اور خود کار مشینوں کے استعمال کے ذریعہ کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ان اعداد و شمار سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ موجودہ معاشی بحران کی نوعیت عالمی نہیں ہے کیونکہ حقائق بتاتے ہیں کہ یہ بحران صرف سرمایہ دار دنیا تک محدود ہے اور سوشلسٹ ملک ہر قسم کے بحرانوں سے آزاد ہیں۔ اب یہ تیسری دنیا کے ملکوں پر منحصر ہے کہ وہ پرانے سرمایہ دارانہ نظام سے بدستور چمٹے رہ کر بحرانوں کا شکار رہنا چاہتے ہیں۔ یا

بلوچستان کا سیاسی موسم

رازدان کے قلم سے

بھٹو ڈیرہ اسمٰعیل خان کی شکست ابتک بھولا نہیں ہے

حافظ حسین احمد:

مفتی محمود غیر ملکی دوروں میں اپنے ساتھ برات لیکر نہیں جائیں گے

خدائے نور:

چیف الیکشن کمشنر بلوچستان میں انتخابات ملتوی کرے

(عبدالمجید شاد)

پاکستان قومی اتحاد بلوچستان نے رابطہ عوام جلوس کا پروگرام شروع کر کے بلوچستان کے یخ بستہ موسم کو گرما دیا ہے۔ پاکستان قومی اتحاد صوبہ بلوچستان ”شالاڑو سرآب پھاٹک، جیل روڈ چوک، کچلاک میں کامیاب کارنر میٹنگوں کے بعد صادق شہید پارک کوئٹہ میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد کیا۔ جس میں جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی، تحریک استقلال، مسلم لیگ اور خاکسار تحریک کے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ جلسہ عام میں عوام نے بھاری تعداد میں شرکت کر کے حکمران جماعت کے بلند و بانگ دعووں کی قلعی کھول دی۔

پہلے مقرر مسلم لیگ کے میاں الدین تھے۔ انہوں نے پاکستان کے توڑنے والے مجرم کو بے نقاب کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور کہاکہ حمود الرحمن کمیشن کی رپورٹ شائع کی جائے۔ خاکسار تحریک کے دین محمد افغانی نے سینئر صوبائی وزیر اور پیپلز پارٹی بلوچستان کے صدر نواب غوث بخش رئیسانی کے ایک صحافی کے ہاں ”بلوچی میٹھ“ سے جانے۔ اور اس صحافی کو (جو کہ رئیسانی کے مقابلے میں آزاد کھڑے تھے) منت و سماجت کر کے اور رشوت دے کر اپنے حق میں دستبردار کرا کے بلامقابلہ کامیاب ہونے والوں کی فہرست میں اپنے نام کو شامل کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی مٹی پلید ہو چکی ہے۔ اور پیپلز پارٹی والے نوشتہ دیوار پڑھ چکے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے حافظ حسین احمد نے پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ پر بھٹو صاحب کی تنقید کو ان کی بوکھلاہٹ قرار دیتے ہوئے کہا کہ بھٹو صاحب کو آپ ملامت نہ کریں۔ دراصل وہ اب تک ڈیرہ اسمٰعیل خان کی شکست بھولے نہیں ہیں۔

بھٹو صاحب کا یہ کہنا کہ مفتی محمود کرنل قذافی اور دوسرے سربراہوں سے کس طرح گفتگو کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ اگر عمر فاروقؓ پیوند لگے کپڑوں کے باوجود قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو ہلا سکتے ہیں۔ تو مفتی محمود صاحب بھی انشاءاللہ اس سادگی کے باوجود پاکستان کا نام روشن کریں گے۔ بھٹو تم نے ۷۰ء کی شکست کے بعد کہا تھا کہ میں آئندہ مفتی صاحب کا مقابلہ نہیں کروں گا۔ اور ۷۰ء سے تو صرف ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مقابلہ تھا۔ اور آج ۷۷ء میں پورے پاکستان میں مفتی صاحب سے تمہارا مقابلہ ہے۔ اگر تم میں ذرا سی بھی غیرت ہے تو اپنے عہد کا پاس کرو۔ ورنہ ڈیرہ اسمٰعیل کی تاریخ پورے ملک میں انشاءاللہ دہرائی جائے گی۔

نیشنل ڈیموکریٹک کے میر عبدالرحمن کرد نے اپنی تقریر میں کہا کہ ۷۰ء میں بلوچستان نے پیپلز پارٹی کو مسترد کر دیا تھا۔ جمعیت علماء اسلام اور کالعدم نیشنل عوامی پارٹی ہی اکثریتی پارٹیاں تھیں۔ مگر تحریص اور تخویف کے ذریعہ پی پی پی نے اپنی جعلی اکثریت قائم کی اور جو باضمیر ممبران اسمبلی تحریص و تخویف میں نہیں آتے تھے ان کو قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے حضرت مولانا شمس الدین شہید اور خان عبدالصمد خان اچکزئی کی مثال دی این ڈی پی کے حاجی غلام سرور یاسین زئی اسٹیج پر پہنچے تو روزنامہ جنگ کوئٹہ کا پرچہ ہاتھ میں لے کر بھٹو صاحب کا ایک بیان پڑھنے لگے بھٹو صاحب نے کہا ہے کہ میں نے پانچ سال میں وہ کام کیا ہے جو کہ ۳۰ سال میں کوئی نہ کر سکا۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ پانچ سال نہیں بلکہ انتخابات کے بعد ہی تم نے ملک کو توڑ کر جو کام کیا۔ وہ واقعی ۳۰ سال سے کوئی نہ کر سکا۔ اس کا سہرا آپ کے ہی سر ہے۔ جماعت اسلامی کے فضل الٰہی قریشی نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے رہنما کہہ رہے ہیں کہ ہم انتخابی مہم میں پیپلز پارٹی کی ۵ سالہ کارگردگی کو عوام کے سامنے رکھیں گے تو انہوں نے کہا کہ پانچ سالہ کارکردگی بلوچستان میں ظلم و ستم فوجی ایکشن ۳۰۰٪ قیمتوں میں اضافہ، ڈاکٹر نذیر، مولوی شمس الدین، خواجہ رفیق، عبدالصمد خان اچکزئی، شیرباز، صادق شہید کو قتل کرنے۔ ملک کو توڑنے پر ہی مبنی ہے۔

تحریک استقلال کے خدائے نور نے کہا کہ قومی اتحاد برسراقتدار آ کر اشیائے صرف کی قیمتوں کو ۷۰ء کے سطح پر لائے گا۔ انہوں نے

الطاف حسین
کاشمیری
لاہور

پاکستان کے عام انتخابات میں آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کود پڑی

آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کے موجودہ صدر پیر جان علی شاہ جنرل سیکرٹری۔ اسحاق ظفر (چیرمین گوجر پارٹی) اور وزیر اعظم آزاد کشمیر خان عبدالحمید خان صدر سردار ابراہیم خان ہیں۔ ان رہنماؤں سے معمولی تعارف ہے، لیکن اسحاق ظفر صاحب کا فی تعارف ہے۔ میں نے عرصہ چار سال ان سے تعلیم حاصل کی جبکہ وہ ایک تحصیل کے غریب ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہوا کرتے تھے۔ دن بھر سکول تعمیراتی کاموں پر لگایا کرتے تھے۔ پاکستان میں عام انتخابات کے اعلان کے فوراً بعد متحدہ جمہوری محاذ اور دیگر سیاسی جماعتیں متحد ہوگئیں۔ سیاسی جماعت کا نام پاکستان قومی اتحاد رکھا۔ انتخابی نشان "ہل" اور سربراہ مولانا مفتی محمود اور جنرل سیکرٹری رفیق احمد باجوہ منتخب ہوئے۔ ۲۶ جنوری کو جناب حفیظ پیرزادہ نے الیکشن کمیشن کے سامنے پاکستان قومی اتحاد کو ہل نشان الاٹ کرنے کے خلاف اپنی درخواست کے حق میں بیان دیئے اور اس کے مدِمقابل رفیق احمد باجوہ نے بھی دلائل پیش کیے۔ بالآخر الیکشن کمشنر نے پاکستان قومی اتحاد کو "ہل" انتخابی نشان الاٹ کر دیا۔

یہ اتحاد پاکستان پیپلز پارٹی کے زوال اقتدار کے لیے خطرہ بن گیا۔ چونکہ انتخاب میں نو جماعتوں نے مشترکہ امیدوار کھڑے کرنے ہیں اس لیے یہ بات بھی حکومت کے لیے دردِ سر سے کچھ کم نہ تھی، پیپلز پارٹی سرکاری ذرائع کو استعمال کرتی ہوئی انتخابی مہم سر کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ حکومت آزاد کشمیر بھی انتخابات میں حصہ لینے پر مجبور ہوگئی۔ اس لیے صدر ابراہیم صاحب، وزیر اعظم خان عبدالحمید خان کو علم تھا کہ اگر ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کی حمایت نہ کی اور انتخابات میں ان کا ساتھ نہ دیا تو ہمیں بستر بوریا گول کرنا پڑیگا۔ آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کے سنٹرل کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کشمیری رہنماؤں کے وفود پاکستان کے مختلف مقامات کا دورہ کریں گے اور بھٹو صاحب کی حمایت پر دھواں دھار تقریریں کریں گے۔ چنانچہ یہ لوگ کراچی حیدرآباد، سکھر، لاڑکانہ کوئٹہ، راولپنڈی جہلم گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، سرگودھا، سوات ایبٹ آباد، پشاور جائیں گے۔

وزیر اعظم خان عبدالحمید خان کی ڈیوٹی صوبہ سرحد میں نہیں لگائی۔ کیونکہ وہاں ان کے بھائی خان عبدالقیوم خان تین نشستوں سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑ رہے ہیں۔

جہاں تک فنڈز کی فراہمی کا تعلق ہے تو یہ مسئلہ یوں حل ہوا کہ چیف سیکرٹری نے تمام محکموں کو ایک حکم جاری کیا۔ کہ وہ اپنے بجٹ سے پانچ فی صد اخراجات سفر خرچ کی مد میں ظاہر کر کے جمع کرائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ایک لاکھ ستاسی ہزار روپے جمع ہوئے۔ جن کی تقسیم درج ذیل ہے:

صدر آزاد کشمیر سفر خرچ بیس ہزار روپے۔
پٹرول بیس ہزار روپے۔ متفرق اخراجات دس ہزار روپے۔ کل: پچاس ہزار روپے۔

وزیر اعظم سفر خرچ پندرہ ہزار روپے:
پٹرول پچیس ہزار روپے۔
متفرق دس ہزار روپے۔
کل: پچاس ہزار روپے۔

وزراء کا حصہ سفر خرچ: بیس ہزار روپے
پٹرول بیس ہزار روپے۔
کل چالیس ہزار روپے۔

چار وزراء نے دس دس ہزار روپے فی کس کے حساب سے وصول کر لیا۔ اراکان اسمبلی کے لیے پینتیس ہزار روپے مخصوص کیے گئے جن میں سے ستائیس ہزار روپے صدر آزاد کشمیر پیپلز پارٹی پیر جان علی شاہ نے وصول کر لیے۔ دس ہزار روپے کرنل منشا خان سپیکر آزاد کشمیر اسمبلی نے وصول کیے۔ اس کے علاوہ آزاد کشمیر حکومت سے چار جیپیں بھی مانگی گئی ہیں جو سرحد بھیج دی گئی ہیں۔ ان میں سے دو تعمیرات عامہ کی، ایک اسمبلی کی، ایک کسی اور محکمے کی ہے۔

آزاد کشمیر ایک غریب خطہ ہے۔ وہاں کے لوگ غریب ترین ہیں۔ مظفر آباد میں اسلامی یونیورسٹی تعمیر کرنے، سکول تعمیر کرنے، غریب طلبا کی امداد کرنے، اگر یہ لوگ مخلص ہوتے تو یہی کرتے، مگر اقتدار کا بھوکا ٹولہ ہے، اقتدار کی حفاظت کریں گے چاہے جیسے بھی کریں۔ لاہور کے گول باغ میں ۳ لاکھ افراد کی موجودگی میں قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمود نے اعلان کیا تھا کہ حکومت انتخابی مہم سرکاری ذرائع

باقی صفحہ ۱۰ پر

- محمد فاروق قریشی

مولانا عُبیدُاللہ انور

قومی اسمبلی کا حلقہ این اے ۸۶ لاہور ۶ سے پاکستان قومی اتحاد کے نمائندہ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ ہیں۔ حکمران پارٹی کے ٹکٹ پر وفاقی وزیر قانون ملک محمد اختر انتخاب لڑ رہے ہیں اور محافظ مسلم لیگ کی حیثیت سے جسٹس شوکت علی نے بھی کاغذات جمع کرائے ہیں۔ لیکن اصل معرکہ مولانا عبیداللہ انور اور ملک اختر کے درمیان ہوگا۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ رحمۃ اللہ علیہ جو جمعیۃ علماء اسلام کے پہلے امیر تھے کے جانشین کی حیثیت سے ملک بھر میں احترام و عقیدت کا محور ہیں۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے سرزمینِ لاہور میں ملک و ملت کی دینی و سیاسی خدمت اس قدر کی ہے کہ لفظ لاہوری جزو نام ہوگیا۔ خوف کا لفظ ان کی لغت میں تھا ہی نہیں۔ ۱۹۵۸ء جب پاکستان میں پہلا مارشل لاء نافذ ہوا اور ملک کے بڑے بڑے سیاسی جغادری موسمی مینڈکوں کی طرح غائب ہوگئے تو اس سناٹے میں حضرت شیخ التفسیرؒ کی صدائے حق لاہور سے بلند ہوئی۔ اور خوف و ہراس کے اس عالم میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب خان کی غیر شرعی پالیسیوں پر علی الاعلان تنقید فرمائی۔ حضرت لاہوریؒ نے برصغیر سے انگریز سامراج کے خلاف حضرت شیخ الہند کی قیادت میں عملی جہاد کیا اور دنیا کی عظیم سیاسی خفیہ تحریک ریشمی رومال میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ بالآخر ۱۹۴۱ء میں اسی ریشمی رومال تحریک کے سلسلے میں گرفتار کر لیے گئے۔ حضرت لاہوریؒ کو لاہور میں پابند کر دیا گیا۔ حضرتؒ نے لائن سبحان خان کے قریب کرایہ کے ایک مکان میں سکونت اختیار کر لی۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور کی ولادت ۱۹۲۶ء میں اسی مکان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہی ہوئی، کیونکہ یہ گھر محض گھر نہ تھا، بلکہ منبع علوم و فیوض تھا جس سے ایک عالم مستفیض ہو رہا تھا۔ بعد ازاں دیوبند اور سہارن پور سے تکمیل کی۔ ۱۹۳۹ء میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جنہیں دنیا امام انقلاب کے نام سے یاد کرتی ہے اور انگریز ان کے نام سے لرزتا تھا۔ انگریز سی آئی ڈی رپورٹوں کے مطابق برصغیر میں جو شخص بھی فرنگی اقتدار کے لیے خطرہ بنتا تو رپورٹ میں اس کے متعلق صرف یہ لکھا جاتا کہ یہ عبیداللہ سندھیؒ کا آدمی ہے جلاوطنی کے بعد وطن تشریف لائے تو مولانا عبیداللہ انور کو براہِ راست اپنی تربیت میں رکھا۔ اور ۱۹۴۶ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

مولانا عبیداللہ انور کی تربیت میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ جو کہ رشتے میں چچا بھی لگتے تھے کا بہت حصّہ ہے اور مولانا عبیداللہ انور نے کچھ عرصہ ان کے نائب کی حیثیت سے بھی کام کیا ہے۔ مولانا مدظلہٗ کی سیاسی تربیت مولانا سندھی ہی کی رہینِ منت ہے اور مولانا عبیداللہ انور کو جتنی محبت حضرت سندھی رحمت اللہ علیہ سے ہے کم از کم الفاظ اس کے اظہار سے معذور نظر آتے ہیں۔

ملک کے عوامی حلقوں میں حضرت مولانا عبیداللہ انور مشہور مذہبی پیشوا اور مقتدر عالم دین کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں، حالانکہ مولانا کی سیاسی خدمات ملک کے کسی بڑے سیاستدان سے کم نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ مولانا کے سیاسی جلال پر مذہبی جمال کا غلبہ ہے۔ وگرنہ ۱۹۶۸ء میں پاکستان جب ایوب آمریت کے شکنجوں میں پھنسا ہوا تھا اور بڑے بڑے سیاستدان ڈرائنگ روم سے آنا پسند نہیں فرماتے تھے اور عام شہری ایوب خان کا نام لیتے ہوئے لرزتے تھے۔ اس وقت بھی مولانا عبیداللہ انور ہی نے اس صنم کدہ میں اذانِ حق بلند کی۔

دسمبر ۱۹۶۸ء میں ایوب آمریت کے خلاف سب سے پہلا عوامی اظہار ایک جلوس کی صورت میں نمودار ہوا جس کی قیادت وقت کے اسی منصور جانشین شیخ التفسیر نے کی۔ نماز جمعہ کے بعد جلوس کا پروگرام تھا خطبہ جمعہ اسی خطیب عالی مرتبت نے دیا اور دوران نماز ہی سرکاری توشہ خانے پر پلنے والے بھیڑیوں نے ہلہ بول دیا۔ حضرت کو جلوس سے باز رہنے کو کہا گیا۔ مگر حضرت نے کہا۔ مجھے میرے قاید (حضرت مفتی محمود) کا حکم ہے میں اور کسی کا حکم نہیں مان سکتا۔ ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ شاید انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ حضرت شیخ الہند کے سپاہی، حضرت مدنی جیسے کوہِ استقلال کے معنوی فرزند، حضرت سندھی جیسے باہمت سالار کے تربیت یافتہ مجاہد اور حضرت شیخ التفسیر کے جانشین سے مخاطب ہیں۔ بہرحال قدم نہ ڈگمگانے تھے اور نہ ہی اضمحلال آیا، لہٰذا کارکردگی ظاہر کرنے کے لیے پولیس نے لاٹھیوں کی بارش اس طرح کی جس طرح موسم گل میں سبد گل پر شجرِ گل سے ہوتی ہے۔ پولیس کی قیادت اس وقت رسوائے زمانہ چیمہ کر رہا تھا مولانا عبیداللہ انور اس قدر زخمی ہوئے کہ درد و اذیت، کرب و جانکنی کے قبیل کے تمام الفاظ مل کر پیرایہ اظہار سے معذرت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

مولانا کے جلوس پر لاٹھی چارج ایوب کی موت کا پروانہ بن گیا اور فوراً ہی ملک کے طول و عرض میں سیاسی مظاہرے شروع ہوگئے۔ آغا شورش مرحوم

اس وقت پسِ دیوار زنداں تھے۔ جمیعۃ نے ملک کے طول وعرض میں ان کے حق میں مظاہرے کیے۔ انہوں نے رہائی کے فوری بعد حضرت کی عیادت کی اور موچی دروازہ لاہور جو کہ حضرت کا حلقۂ انتخاب بھی ہے میں ایک عظیم جلسہ عام میں ایوب خان کو مخاطب ہو کر کہا تھا :

"تم نے عبیداللہ انور کے سینے پر
لاٹھیاں نہیں ماریں بلکہ قرآن کے اوراق
کو پھاڑا ہے"

اور پھر ہم نے اور آپ سب نے دیکھا کہ ایوب جیسا آمر بھی بھاگتا ہوا نظر آیا۔ اور دنیا ہی میں نہیں رہا اور مولانا ہیں کہ تادمِ تحریر اسی حال میں مست ہیں اور عزت و تکریم میں کمی کی بجائے اضافہ ہوا ہے اس طرح مولانا عبیداللہ انور نے جمیعۃ علماء اسلام کو ملکی سطح پر ایک عظیم سیاسی جماعت کی حیثیت سے متعارف کرایا اور جماعت کے وجود کو دوسری سیاسی جماعتوں سے تسلیم کرایا۔ اور تحریک جمہوریت میں شامل جماعتوں نے جمیعۃ کو شمولیت کی دعوت دی۔ مولانا نے مشرقی پاکستان کا دورہ بھی کیا۔

مولانا شروع ہی سے جمیعۃ علماء اسلام پنجاب کے منصب امارت پر فائز چلے آرہے ہیں۔ مولانا نے گذشتہ انتخابات میں بھی جمیعت کے ٹکٹ پر اسی حلقہ سے انتخاب میں حصہ لیا تھا۔ مولانا نے اپنے علاقے کے مسائل سے متعلق ایک اخباری انٹرویو میں کہا :

"مہنگائی، بدامنی، جان و مال کا خطرہ
صحت وصفائی کے مسائل ایسے ہیں جو
ہر حلقہ اور ہر جگہ کے لوگوں کو درپیش
ہیں، مگر اس حلقہ کے مسائل کو سمجھنے
اور حل کرنے کے لیے اس کی خصوصی تجاتی
سیاسی اور سماجی حیثیت کو سامنے
رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا :
اس حلقہ کے ہی نہیں تمام ملک کے مسائل
حل کرنے کے لیے ملک میں اسلامی
نظام حیات کا فوری نفاذ ضروری ہے

سودی کاروبار اور تجارت کی موجودگی میں مہنگائی کو ختم کرنا ممکن نہیں، مہنگائی اور عیاشی کے خاتمہ کے بغیر عوام کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

روٹی کپڑے اور مکان کی سہولتیں فراہم کرنا ریاست کا فرض ہے اور خلافتِ راشدہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں ملک میں زراعت وصنعت کو استحکام دینے کے لیے بے یقینی، بدامنی کو ختم کرنا اور چھوٹی مدت و لمبی مدت کے منصوبے بنا کر پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے۔ اخلاقی قدروں کے تحفظ اور لوٹ کھسوٹ کے خاتمہ کے بغیر معاشرہ میں بنیادی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

ہم بنیادیں بدل دیں گے جس سے طرزِ فکر بدل جائے گا۔ اور چھوٹے موٹے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے اسلامی نظام حیات کے نفاذ میں کوتاہی کی وجہ سے ملک دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر انگریز کا نظام تعلیم اور نظام حیات وسیاست نہیں بدلنا تھا تو پھر آزادی کس چیز کے لیے لی تھی"؟

علاقہ کے عوام مولانا کی انتخابی مہم میں شبانہ روز جدوجہد میں مصروف ہیں۔ امید ہے کہ سرکاری امیدوار کو اس مرتبہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا

انشاء اللہ

بقیہ رازدان کے قلم سے

کہا کہ یہ بالکل ممکن ہے۔ عالمی سطح پر قیمتیں ۲۰ ۳۰٪ بڑھی ہیں۔ مگر پاکستان میں ۲۰۰ سے ۳۰۰٪ تک قیمتیں بڑھ گئیں ہیں یہ محض اس وجہ سے کہ ٹیکسوں کی رقم بھٹو صاحب اور ان کی پارٹی پر خرچ ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مفتی محمود غیر ملکی دوروں پر بھٹو صاحب کی طرح برات لے کر نہیں جائیں گے۔

پاکستان قومی اتحاد صوبہ بلوچستان کے جنرل سیکرٹری عبدالمجید خان نے ایک قرارداد کے ذریعہ چیف الیکشن کمشنر صاحب سے اپیل کی کہ بلوچستان میں انتخابات ملتوی کریں۔ اور حالات کے نااہل ہونے کے بعد انتخابات منعقد کئے جائیں۔ آخر میں جمیعت علماء اسلام کے مولانا غلام سرور صاحب کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں روزنامہ مشرق کوئٹہ اور روزنامہ جنگ کوئٹہ کے پرچوں کو نذر آتش احتجاجاً کیا گیا۔

عنقریب قومی اتحاد صوبہ بلوچستان، بلوچستان کے دیگر علاقوں میں رابطہ عوام جلسوں کا پروگرام مرتب کر رہا ہے۔

یار زندہ صحبت باقی

بقیہ : آزاد کشمیر

استعمال کر رہی۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ اس میں صداقت پائی جاتی ہے کہ ابھی تک وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے تردید نہیں کی اور نہ کر سکیں گے۔

میں پاکستان قومی اتحاد کے قائدین حضرت حضرت مولانا مفتی محمود، اصغر خان، ملک قاسم شاہ احمد نورانی، شیرباز مزاری صاحب۔ نوابزادہ نصراللہ خان اور رفیق باجوہ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کو نظر میں رکھیں جو قوم کا سرمایہ انتخابی مہم میں خرچ کرتے ہیں تاکہ برسر اقتدار آنے کے بعد ان سے حساب لیا جا سکے۔

پاکستان قومی اتحاد کا انتخابی منشور

ملک کو غذا کے معاملے میں جلد از جلد خود کفیل بنانے کے لیے نئی زرعی پالیسی بنائی جائیگی

نجی سرمایہ کاری کیلیے سازگار فضا قائم کی جائے گی

قومی اتحاد معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دیگا

پاکستان قومی اتحاد کے منشور کا مکمل متن :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ :

- اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
- قرآن پاک اللہ کی آخری کتاب ہے اور یہ کہ :
- نظریہ پاکستان کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔

ہمارا یقین ہے کہ

- پاکستان کے تمام شہریوں کو بلاتفریق مذہب اس بات کا حق پہونچتا ہے کہ وہ آزادی کی نعمت سے مالامال ہوں۔
- ہمیں احساس ہے کہ

موجودہ حکمران ان وعدوں کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام ثابت ہو چکے ہیں جو انہوں نے عوام سے کیے تھے۔ جس کے نتیجے میں آج باشندگان ملک شدید ترین پریشانیوں اور ناقابل برداشت مصائب میں گھرے ہوئے ہیں — !

ہم پاکستان کے روشن مستقبل پر یقین رکھتے ہیں۔ پاکستان اللہ کے کرم سے قدرتی خزانوں سے مالا مال ہے ہمارے عوام بے مثال صلاحیتوں کے مالک ہیں، لیکن بدقسمتی سے ان صلاحیتوں کو ایک طویل عرصہ سے کچلا، اور پامال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ وطن عزیز جسے پوری کائنات کے لیے مشعل ہدایت بننا تھا آج دانستہ طور پر ایک منظم سازش کے تحت غلط برائیوں میں ملوث کیا جا رہا ہے۔ عوام کو جو ملک کی اصل قوت اور طاقت ہیں خود انہی کو سیاسی معاشی اور معاشرتی استحصال کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ عوام کو تمام ناروا پابندیوں، خوف و ہراس، معاشی بدحالی اور معاشرتی پستی سے نجات دلا کر انہیں ان کا جائز مقام دلائیں گے تاکہ ہر شہری عزت اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اتحاد اور اتفاق ملک کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ لہٰذا :

آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس، پاکستان جمہوری پارٹی پاکستان مسلم لیگ، تحریک استقلال پاکستان، جماعت اسلامی پاکستان، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان، پاکستان خاکسار تحریک، نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی نے متحد اور مجتمع ہو کر پاکستان قومی اتحاد کو تشکیل دیا ہے۔

مقاصد

پاکستان قومی اتحاد اپنے ملک کے عوام سے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن جد وجہد کا عہد کرتا ہے۔ کہ :

۱۔ قرآن وسنت کی مکمل پابندی کی جائے اور ہر مسلمان کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلام کے تقاضوں کے مطابق بسر کر سکے۔

۲۔ ملک کے تمام باشندوں کو یکساں حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی جائے گی۔

۳۔ ملک کے مختلف حصوں میں بسنے والے لوگوں کے مابین محبت، اخوت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کیے جائیں، تاکہ نسلی، لسانی، علاقائی اور طبقاتی تعصبات کا خاتمہ ہو اور ایک مثالی اسلامی برادری کا نمونہ بنیں۔

۴۔ ایک ایسا عادلانہ نظام قائم کیا جائے گا جس میں سب کے ساتھ انصاف ہو، تاکہ ملک کے مختلف حصوں اور افراد کے مابین پایا جانے والا موجودہ فرق کم سے کم مدت میں دور ہو جائے۔

۵۔ ظلم، استحصال اور ناانصافی کی ہر شکل کو مٹایا جائے۔

۶۔ زمین، محنت، سرمایہ اور دوسرے ذرائع پیداوار کو زیادہ سے زیادہ افراد کی زیادہ سے زیادہ بہتری کے لیے استعمال کیا جائے۔

۷ روز مرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں کو عام آدمی

کا قوت خرید کے اندر لایا جائے۔

۸ ہر شہری کو غذا، لباس، مکان، تعلیم اور علاج کی فراہمی کی ضمانت دی جائے۔

۹ ہر شہری بلا امتیاز عہدہ مرتبہ قانون کی نظر میں یکساں ہو اور ایک ایسی آزاد عدلیہ موجود ہو جو بلا روک انصاف کے تقاضے پورے کر سکے۔

۱۰ عورتوں کو ان کے معاشی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کی ضمانت دی جائے تاکہ وہ معاشرے میں مفید اور تعمیری کردار انجام دے سکیں۔

۱۱ جو افراد کسی حیثیت سے بھی کسی منصب پر فائز ہوں وہ بددیانتی سے پاک ہوں اور خود اپنی عملی زندگی سے ایمان داری، کفایت شعاری اور سادہ بود و باش کا قابل تقلید نمونہ پیش کریں

۱۲ ایک ایسی آزاد خارجہ پالیسی پر عمل کیا جائے جو قومی امنگوں کے مطابق ملکی مفاد اور عالمی امن کی ضامن ہو۔

۱۳ مسلم ممالک کے ساتھ نہایت قریبی و دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو فروغ دینے اور مسلم دنیا کے مابین اتحاد کو مضبوط تر بنانے کے لیے کوششیں تیز کی جائیں۔

۱۴ (الف) ریاست جموں و کشمیر کے عوام کے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ حق خود ارادیت کے حصول کے لیے پاکستان، ریاست جموں و کشمیر اور عالمی سطح پر جدوجہد کو مؤثر طور پر منظم کیا جائے اس سلسلے میں ممکن ذرائع استعمال کیے جائیں۔

(ب) جنگ بندی لائن کے اس طرف کشمیری عوام کو تحریک آزادی کے مقاصد کے لیے متحد اور منظم کرنے کے لیے آزاد کشمیر کا موجودہ انتظامی ڈھانچہ کالعدم قرار دے کر بالغ رائے دہی کی بنیاد پر فوری طور پر از سر نو آزادانہ انتخابات کرائے جائیں۔ گلگت، بلتستان میں بھی عوام کی آزادانہ رائے سے انتظامی ڈھانچہ منظم کیا جائے۔

(ج) آزاد کشمیر اور گلگت، بلتستان میں تعمیر و ترقی کے لیے مؤثر طور پر امداد دی جائے۔ اور ریاست جموں و کشمیر کے آزاد علاقوں مثالی حیثیت دی جائے۔

(د) پاکستان میں مقیم ریاست جموں و کشمیر کے مہاجرین اور دوسرے باشندوں کے مسائل کی طرف فوری اور مؤثر توجہ دی جائے۔

۱۵ (الف) قبائلی علاقہ جات کے باشندوں کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق دیا جائے اور آزاد قبائل کی ترقی اور ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۱۶ پاکستان میں ایک ایسی حقیقی جمہوری حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں ملک کے باشندے کاروبار حکومت میں شریک ہو سکیں۔ اور اپنی آزاد مرضی سے حکومت منتخب بھی کر سکیں۔ اور ہٹا بھی سکیں۔

تاکہ آمریت کی ہر شکل کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے۔

دستور

۱- موجودہ دستور میں کی جانے والی ہر اس ترمیم کو منسوخ کیا جائے جس سے باشندگان ملک کے بنیادی حقوق متاثر ہوئے ہیں۔ انتظامیہ کے ہاتھ غیر محدود اختیار آ گئے ہیں اور عدلیہ کمزور ہوئی ہے۔

۲- دستور کی ایسی غیر جمہوری دفعات منسوخ کی جائیں گی جن میں وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کو غیر معمولی تحفظ اور اختیارات دیئے گئے ہیں۔

۳- صوبائی حکومتوں کو دستور کے مطابق آزادی سے کام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

۴ عوام کو بنیادی تحفظ کی ضمانت دی جائے گی۔ جن کے حصول کے لیے انہیں عدالتوں سے رجوع کرنے کا ناقابل تنسیخ حق حاصل ہو گا۔

۵ دستور میں اس بات کی ضمانت دی جائیگی کہ کسی شہری کی آزادی، عدالتی فیصلے اور اس کی صفائی کا موقع دیئے بغیر سلب نہیں کی جا سکے گی۔

۶- الیکشن کمیشن کو ایسے دستوری اختیارات دیئے جائیں گے جن سے وہ ایک ایسا با اختیار اور مؤثر ادارہ بن سکے جو آزادانہ و منصفانہ انتخابات کرا سکے۔ اور انتخابی بدعنوانیوں کے خلاف مؤثر قدم اٹھا سکے۔

۷- سرکاری ملازمین کی ملازمتوں کو ختم کرنے کے موجودہ آمرانہ قوانین منسوخ کر کے ان کے لیے دستوری تحفظ بحال کیا جائے گا۔

۸- بلدیاتی اداروں میں نمائندگی کے لیے براہ راست انتخاب لازمی قرار دیا جائے گا اور بلدیاتی انتخابات بلا تاخیر کیے جائیں گے۔

۹ اقلیتوں کو مکمل تحفظ دیا جائے گا۔ ملک کی سیاسی، سماجی زندگی میں انہیں یکساں مواقع حاصل ہوں گے۔ اور ملازمتوں میں ان کا پورا حصہ دیا جائے گا۔

۱۰ قانون سازی کی بنیاد قرآن و سنت پر ہوگی تمام ایسے قوانین جو قرآن و سنت کے خلاف ہیں ایک سال کے اندر تبدیل کر کے قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا اور اسلامی شریعت نافذ کی جائے گی۔

۱۱- اردو کو ایک سال کے اندر اندر دفتری زبان کے طور پر رائج کر دیا جائے گا۔

ملکی قوانین

۱- ہنگامی حالات کو ختم کر دیا جائے گا، تاکہ شہریوں کو ان کے حقوق واپس مل سکیں اور آئندہ ہنگامی حالات کے اعلان کا اختیار صرف دشمن سے جنگ کی مدت تک کے لیے ہو گا۔

۲- ڈی، پی، آر اور اس جیسے کالے قوانین کو منسوخ کیا جائے گا۔ اور ان کے تحت دی گئی سزاؤں کو کالعدم قرار دیا جائے گا

۳- ضابطہ دیوانی اور فوجداری میں اس طرح اصلاح کی جائے گی کہ عدالتیں مقدمات کے فیصلے چھ ماہ کے اندر اندر کر دیں۔

۴ کورٹ فیس ختم کر کے ہر شہری کو مفت انصاف مہیا کیا جائے گا۔

۵- تمام ایسے ضابطے اور قوانین کو منسوخ کر دیا جائے گا جس سے پریس یا عوام کی آزادی مجروح ہوتی ہو۔

۶- شراب کا استعمال ایک ماہ کے اندر قطعی طور پر بند کر دیا جائے گا۔ اور بقیہ اسلامی حدود و تعزیرات کا نفاذ بھی اسی عرصہ میں کر دیا جائیگا

۷ بدکاری، ریس، جوا، سٹہ، فحاشی، عریانی، بردہ فروشی اور مخرب اخلاق فلموں، کتابوں اور اشتہارات کو قوانین کے تحت روک دیا

جائے گا۔

۸۔ سود کو ختم کر دیا جائے گا۔

۹۔ شرعی اور امر ونواہی کو قانونی شکل دے کر عملاً نافذ کیا جائے گا۔

۱۰ ایک اعلیٰ اختیارات کا حامل کمیشن قائم کیا جائے گا جو مشرقی پاکستان کے سانحہ کی ذمہ داری کا تعین کرے گا۔ اور ذمہ دار افراد پر مقدمات چلائے جائیں گے۔

پریس، ریڈیو اور ٹی وی

شہری آزادیوں کے تحفظ، معاشرے سے برائیوں کو دور کرنے، عوامی بیداری اور شعور پیدا کرنے اور سرکاری پالیسیوں کی تشکیل میں حکومت کی صحیح رہنمائی کرنے کے لیے ہم پریس کی آزادی کی ضمانت دیں گے۔ اس مقصد کے لیے ہم یہ اقدامات کریں گے:

۱ نیشنل پریس ٹرسٹ توڑ دیا جائے گا۔

۲۔ پریس اور پبلی کیشنز سے متعلق کالے قوانین ختم کر دیئے جائیں گے۔ اخبارات ورسائل کے منسوخ شدہ ڈیکلریشن بحال کیے جائیں گے۔

۳ صحافیوں کے لیے شرائط ملازمت کو بہتر بنایا جائے گا۔

۴۔ اخبارات کو ان کی اشاعت کی مناسبت سے سرکاری اشتہارات دیئے جائیں گے۔

۵ اخباری کاغذ ضرورت کے مطابق فراہم کیا جائیگا اور اس کی تقسیم پر سے سرکاری کنٹرول ہٹا لیا جائے گا۔

۶ ریڈیو اور ٹی وی کارپوریشن کو آزادی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کا موقع دیا جائے گا اور ان کا غلط سرکاری استعمال ختم کر دیا جائے گا تاکہ نشرواشاعت کے یہ مؤثر ذرائع ملک وقوم کی تعمیر اور ترقی کے لیے کام کر سکیں۔

۷ ریڈیو اور ٹی وی کارپوریشن کو قومی اسمبلی کی ایک ایسی کمیٹی کے سامنے جواب دہ ٹھہرایا جائے گا جس میں حکمران پارٹی اور حزب اختلاف کی مساوی نمائندگی ہوگی۔

تعلیم

ملک کی معاشی، اخلاقی اور ذہنی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہے۔ اس شعبہ کو موجودہ انتشار سے نکالنے کے لیے حسب ذیل انتظامات عمل میں لائے جائیں گے۔

۱۔ تعلیم کو اسلام کے تقاضوں کے مطابق جدید ترین خطوط پر استوار کیا جائے گا اور کئی متعدد تعلیمی نظاموں کو بتدریج ختم کر کے ایک ہی تعلیمی نظام رائج کیا جائے گا۔

۲۔ ہم آج کے صحت مند طالب علموں کو اس طرح صحت مند بنیادوں پر تعلیم دیں گے کہ وہ کل کی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھا سکیں۔

۳ ہم تعلیم کو بامقصد بنائیں گے۔ فنی تعلیم کے فروغ طلباء کو ان کے رجحان کے مطابق تعلیم دینے ان کو مناسب مشورہ کی فراہمی اور قابل عمل تعلیمی منصوبوں کے ذریعہ تعلیم یافتہ افراد کو ان کا جائز مقام دلائیں گے۔ انہیں ملازمتوں کا معقول تحفظ دیا جائے گا، اپنے دائرہ کار میں وہ ہر قسم کی ناجائز مداخلت سے آزاد ہونگے، اور ان کے ایسے مشاہیر مقرر کیے جائیں گے کہ وہ سوسائٹی میں خوشحال اور باعزت زندگی بسر کر سکیں۔

۵۔ یونیورسٹیوں کو قومی تعلیمی پالیسی کی حدود کے اندر پوری پوری خود مختارانہ حیثیت دی جائے گی۔

۶ تعلیمی اداروں میں فوجی تربیت کا انتظام کیا جائے گا، تاکہ ملک کے نوجوان دفاع کے لیے تیار ہو سکیں۔

۷ ہائی سکولوں تک تعلیم کو مفت کیا جائے گا۔ اور طلبہ کو دیئے جانے والے سرکاری وظائف میں معقول اضافہ کیا جائے گا۔

۸ پرائیوٹ تعلیمی اداروں کے قیام کی اجازت دی جائے گی۔ جو حکومت کی نگرانی میں سرکاری ضابطوں کے مطابق چلائے جائیں گے۔

۹۔ دینی مدارس کو قومی تحویل میں نہ لینے کی ضمانت دی جائے گی۔

۱۰ بے وسیلہ بچوں کو قابلیت اور موزونیت کی بنیاد پر ہر قسم کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع اور وسائل فراہم کیے جائیں گے۔ فارغ التحصیل طلبہ کو روزگار کی ضمانت دی جائے گی۔

۱۱۔ صنعتی اور زرعی مزدوروں کو اپنی پیشہ وارانہ مہارت کو مزید بہتر بنانے کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

۱۲ تعلیم بالغاں کے لیے ایک ایسا منصوبہ بروئے کار لایا جائے گا جس سے ہر بالغ شہری لکھنا پڑھنا سیکھ سکے۔

۱۳۔ لڑکیوں کے لیے سکول کالج اور یونیورسٹیوں کی سطح تک علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں گے۔

۱۴۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے اہلیت کی بنا پر دیئے جائیں گے۔

پبلک انتظامیہ

ہمارے نزدیک ملک کی اصلاح کے لیے کوئی اچھے سے اچھا پروگرام عملاً اس وقت تک مفید ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو عمل میں لانے کے لیے ایک دیانت دار، قابل اعتماد، اہل اور فرض شناس انتظامیہ موجود نہ ہو۔ اس غرض کے لیے ہم یہ تدابیر اختیار کریں گے۔

۱۔ سرکاری ملازمین کو ملازمت کا سرکاری تحفظ دیا جائے گا اور کسی ملازم کو صفائی کا موقع دیئے بغیر ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا

۲۔ سرکاری محکموں سے رشوت، خیانت، عدم کارکردگی اور دوسری بدعنوانیوں کو دور کرنے کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کی جائیں گی، تنخواہوں کا تناسب ایک اور پانچ مقرر کیا جائے گا اور ماہرین اقتصادیات کا ایک مستقل کمیشن قائم ہوگا جو وقتاً فوقتاً تنخواہوں کی شرح مقرر کرے گا۔

۳۔ ملازمین اور بالخصوص کم تنخواہ پانے والے ملازمین کی تنخواہیں، دیگر مراعات، بالخصوص رہائش کے انتظام اور پنشن کی رقوم کا تعین اس طرح کیا جائے گا کہ ان میں رشوت کا مرض نہ پھیل سکے۔

۴۔ سرکاری ملازمین کی مالی حیثیت کا مسلسل جائزہ لینے کا انتظام کیا جائے گا۔ اور ایسے آدمیوں کا بلاتاخیر

محاسبہ کیا جائے گا جو اپنی حیثیت سے زیادہ معیارِ زندگی اختیار کریں۔

۵۔ سرکاری افسروں کی زیادتی اور اختیارات کے بے محابا استعمال کی شکایات سننے اور ان کے تدارک کا فوری اہتمام کرنے کے لیے ایک اعلیٰ اختیارات رکھنے والا محکمۂ احتساب قائم کیا جائے گا۔

۶۔ سرکاری دفاتر سے سرخ فیتے کی لعنت کو ختم کیا جائے گا اور ہر انتظامی یونٹ کو اپنے معاملات کا فوری فیصلہ کرنے کے لیے اختیارات تفویض کیے جائیں گے

۷۔ انتظامی اخراجات کو کم کر دیا جائے گا اور سادہ رہائش کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے شاہانہ ٹھاٹھ باٹ رکھنے والے گورنمنٹ ہاؤس، درس گاہوں، لائبریریوں، اور پارکوں میں تبدیل کر کے عوامی استعمال کے لیے کھول دیئے جائیں گے۔

۸۔ ایک عدالتی کمیشن مقرر کیا جائے گا، تاکہ وہ سربراہ حکومت وزیر اعظم، وزرائے اعلیٰ، وزراء، نائب وزراء اور دیگر عوامی نمائندوں وغیرہ کے ایسے معاملات کی تحقیقات کرے جن میں انہوں نے اپنے عہدے کا ناجائز استعمال کر کے یا اپنے خاندان کے لیے ذاتی فائدے اٹھائے ہیں، یا کسی کو جبر و تشدد کا نشانہ بنایا ہو اور اس کے لیے انصاف کا حصول ناممکن بنا دیا ہو۔

۹ جن افراد نے بنیادی حقوق کی بحالی، شہری آزادیوں کے حصول، قانون کی بالادستی اور پاکستان کی سالمیت، بقا، اور استحکام کی جدوجہد میں مصائب جھیلے ہیں اور مالی نقصانات برداشت کیے ہیں ان کے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کی تلافی کی جائے گی اور ان کی خدمات کا مناسب صلہ دیا جائے گا

۱۰ جیل کے قواعد کو ازسرِنو مرتب کیا جائے گا تاکہ جیل خانے عذاب خانے اور جرائم کی تربیت گاہیں بننے کی بجائے قیدیوں کی اخلاقی اور ذہنی اصلاح کا ذریعہ بن سکیں۔ ایسے طریقے رائج کیے جائیں گے جن سے قیدی جیل سے رہا ہو کر شریفانہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں۔

۱۱ بیرونی ممالک میں پاکستان کے سفارت خانے کی اصلاح کے لیے مناسب تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ انہیں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ ملک سے باہر مقیم یا آنے جانے والے پاکستانیوں کو ہر ضروری تعاون اور مدد فراہم کر سکیں۔

معاشی نظام

موجودہ حکومت نے جو نام نہاد اصلاحات نافذ کی ہیں انہوں نے ملک کی معاشی زندگی کو شدید بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ مبہم غیر واضح اور مستقل سرکاری معاشی پالیسی نے زرعی صنعتی، اور تجارتی ترقی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ قومیائی ہوئی صنعتوں کو خود حکومت کے لیے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ قومی وسائل کو بے دریغ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے صرف کیا جارہا ہے۔ غیر پیداواری اخراجات میں بے پناہ اضافہ، کرنسی کے مسلسل پھیلاؤ، اندھا دھند لیے جانے والے اندرونی اور بیرونی قرضے اور ان کا غیر دانشمندانہ استعمال، غیر ضروری اشیا کی درآمد میں اضافہ اور برآمدات میں کمی اور ایسے ہی دیگر اسباب معاشی دشواریوں کو جنم دے رہے ہیں۔ اس صورت حال کی اصلاح کے لیے ہماری معاشی پالیسی کے بنیادی اقدامات یہ ہوں گے:

۱۔ ایک ایسی واضح صنعتی پالیسی جس سے محنت اور سرمایہ کاری کو تحفظ، اور باہم منصفانہ تعاون حاصل ہو تاکہ کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے۔

۲۔ ایک ایسی زرعی پالیسی جس سے ملک غذا کے معاملے میں جلد از جلد خود کفیل ہو سکے۔

۳۔ مزدوروں کو منافع اور انتظامیہ میں مؤثر شرکت۔

۴۔ نجی سرمایہ کاری کے لیے سازگار فضا کا قیام، اور اس کا تحفظ۔

۵۔ دولت کی معاشرے میں منصفانہ تقسیم۔

۶۔ سماجی انصاف کے اصولوں کو عملی جامہ پہنانا اور استحصال کی تمام صورتوں کا خاتمہ

۷۔ ہر شہری کے لیے بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی۔

۸۔ معاشی ترقی کے فوائد کو ملک کے عام افراد تک پہنچانا، ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمارا پروگرام درج ذیل اجزا پر مشتمل ہو گا۔

۱۔ صنعت و تجارت

۲۔ زراعت۔

۳۔ مزدوروں اور کم تنخواہ پانے والے ملازموں کے حقوق۔

۴۔ عام معاشی اصلاحات۔

صنعت و تجارت

۱۔ سرکاری تحویل میں چلے جانے والے صنعتی اور تجارتی اداروں کو نفع اندوزی کے بجائے عوام کی بہتری کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اور انہیں عوامی نمائندوں کے سامنے جوابدہ ٹھہرایا جائے گا۔

۲۔ جن اداروں کو سرکاری تحویل میں لیا جا چکا ہے ان کا معاوضہ مقرر کرنے اور اس کی ادائیگی کے طریقہ پر نظر ثانی کی جائے گی۔ تاکہ ان کے سابق مالکان کو معقول معاوضہ بلا تاخیر مل سکے۔ اور ان کے ساتھ کی گئی ناانصافی کی تلافی ہو سکے۔

۳۔ کلیدی اور دفاعی صنعتیں پبلک سیکٹر میں رہیں گی۔

۴۔ کلیدی بنیادی اور دفاعی صنعتوں کے علاوہ صنعتوں میں عوامی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے گی لیکن اجارہ داری قائم نہیں ہونے دی جائیگی۔

۵۔ نجی شعبہ کو معقول تحفظ دیا جائے گا۔

۶۔ سرکاری اور نجی کارخانوں میں ناروا منافع خوری کا مؤثر سدباب کیا جائے گا۔ قومی سرمایہ سے چلنے والی صنعتوں کو نفع اندوزی کی بنیاد پر نہیں چلایا جائے گا۔

۷۔ کسب مال کے تمام غیر شرعی طریقوں، جیسے سٹہ جوا ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، سمگلنگ اور کرپشن وغیرہ کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔

۸۔ موجودہ انکم ٹیکس ایکٹ منسوخ کر کے ٹیکس کا ایک ایسا نظام رائج کیا جائے گا جو منصفانہ اور آسان اور قابل فہم ہو اور جو شہریوں کو اپنی کارکردگی بڑھانے اور مصنوعات میں اضافہ کرنے کے لیے کوشش پیدا کرے۔

۹۔ زکوٰۃ اور عشر کو شرعی قانون کے تحت وصول کرنے کے لیے مناسب مشینری قائم کی جائے گی۔

۱۰ تمام ملک میں خصوصاً پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کو پھیلانے کی کوشش کی جائے گی، تاکہ ترقی کے

فولید چند علاقوں تک محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔

۱۱ دفاع کے لیے اسلحہ سازی کی صنعت کو فروغ دیا جائے گا۔

۱۲ بنکاری اور انشورنس کے نظام کو مسلم ممالک کے تعاون سے سود کی بجائے اسلامی اصول شرکت مضاربت اور تعاون باہمی کے مطابق استوار کیا جائے گا۔

۱۳ پاکستان قلیل ترین مدت میں اپنی تیل کی ضروریات میں خود کفیل بنایا جائے گا۔ گیس اور دیگر معدنیات کی تلاش کو اولیت دی جائے گی۔

زراعت

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بہترین زرعی زمینوں کے ساتھ باہمت، جفاکش اور انتھک محنت کرنے والے اور اہلیت رکھنے والے زرعی کارکن بھی فراہم کیے ہیں۔ لیکن آج لاکھوں کسان بے زمین ہیں، ملکی وسائل جو افتادہ زمینوں کو زیر کاشت لانے اور سیم و تھور پر قابو پانے پر صرف ہونا چاہیے تھے سیاسی اغراض کی بھینٹ چڑھائے جا رہے ہیں۔ ملک کا کثیر سرمایہ غیر پیداواری منصوبوں پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کے محدود وسائل اس سیاسی تعیش کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہمارے تمام وسائل زمینوں کی نگہداشت اور پانی کی فراہمی پر صرف ہونا چاہئیں۔ ہمارا کسان ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہے، لیکن اسے آج تک نظر انداز کیا گیا ہے، فریب دیا گیا ہے۔ اور دھوکہ میں رکھا گیا ہے۔

ہم اپنی منصوبہ بندی میں زراعت کو فوقیت دیں گے، کیونکہ زرعی ترقی ہی مجموعی طور پر ملکی معیشت کی ترقی کی ضامن ہے۔ اس لیے ہم یہ اقدامات کریں گے۔:

۱۔ قابل کاشت سرکاری زمینوں کو وسائل آبپاشی مہیا کر کے بے زمین کاشت کاروں یا گذارہ یونٹ سے کم رقبہ رکھنے والے مالکان میں جلد از جلد تقسیم کر دیں گے۔ اور اس معاملے میں علاقہ کے لوگوں کا حق مقدم رکھا جائے گا۔

۲۔ سیلابوں کی روک تھام کے لیے مؤثر انتظامات کیے جائیں گے اور ایک منصوبے کے تحت ڈیم تعمیر کیے جائیں گے۔ تاکہ بارش کا ہر قطرہ کاشت کے لیے استعمال ہو سکے

۳۔ زرعی اجناس کی خریداری پر سرکاری اجارہ داری ختم کر دی جائے گی۔ کاشتکاروں کا استحصال ختم کرنے کے لیے زرعی اجناس کی معقول قیمت خرید مقرر کی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے حسب ضرورت سرکاری وسائل سے مدد مہیا کی جائے گی اور خرید کا مناسب بندوبست کیا جائے گا۔

۴۔ زرعی آلات، زرعی مشینری، کھاد، بیج، تیل بجلی آلات زراعت، ٹریکٹر، ٹیوب ویل وغیرہ سستے داموں مہیا کیے جائیں گے۔

۵۔ زرعی آلات، زرعی مشینری اور ٹریکٹر کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی ختم کر دی جائے گی۔

۶۔ زرعی ضروریات کے لیے بلا سود قرضے دیئے جائیں گے۔

۷۔ دیہاتوں میں گھریلو صنعتوں کے قیام کو فروغ دیا جائے گا۔ اور اس کے لیے حکومت کی طرف سے امداد دی جائے گی۔

۸۔ سابقہ حکمرانوں نے سیاسی رشوت کے طور پر جو جاگیریں عطا کی ہیں اور جو افتادہ زمینیں ہیں وہ واپس لے لی جائیں گی اور بے زمین اور گذارہ یونٹ سے کم اراضی کے مالکان میں تقسیم کر دی جائے گی۔ مزارعت کا ہر طریقہ جو شریعت کے خلاف ہو ختم کر دیا جائے گا اور شرعی احکام کے مطابق بالآخر زمین اسی کی ہوگی جو اس کو کاشت کرے گا۔

۹۔ آبیانے پر تمام ناروا اضافے ختم کر دیئے جائیں گے

۱۰۔ چھوٹے مالکان کو زرعی مشینری کرائے پر فراہم کی جائے گی۔

۱۱۔ زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے چھوٹے مالکان میں امداد باہمی کے طریقے کو بتدریج رائج کیا جائے گا۔

۱۲۔ جنگلات کی حفاظت، توسیع اور صحیح استعمال کے لیے فوری تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

۱۳۔ فصلوں اور مویشیوں کی انشورنس کے نظام کو بتدریج رائج کیا جائے گا۔

۱۴۔ زرعی آلات، مشینری اور ٹریکٹر سازی کے کارخانے قائم کرنے کو اولیت دی جائے گی۔

۱۵۔ ایسی صنعتوں کو جن میں استعمال ہونے والا خام مال کسی علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ انہیں اسی علاقہ میں قائم کرنے کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۶۔ دیہاتوں میں آٹا، شکر، تیل، گھی اور دیگر ضروریات کی تقسیم کے لیے معقول انتظامات کیے جائیں گے۔ کھاد، بیج کاشت کاروں کو لاگت کے مطابق ارزاں قیمت پر مہیا کیا جائے گا۔

مزدوروں اور کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے حقوق

۱۔ صحت مند یونین سازی اور یونین سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ان پر عائد شدہ تمام پابندیوں کو ختم کر دیا جائے گا۔

۲۔ مزدوروں کو روزگار کی ضمانت دی جائے گی۔

۳۔ مزدوروں اور ان کے اہل خاندان کے لیے فیئر پرائس شاپس قائم کی جائینگی۔ جہاں سے وہ رعایتی قیمتوں پر اشیائے صرف خود خرید سکیں۔ جن کے خسارے کو متعلقہ ادارے کی آمدن سے پورا کیا جائے گا۔

۴۔ مزدوروں کو مکانات کی فراہمی، علاج کی سہولتیں بہم پہنچانے اور ان کے بچوں کے لیے مفت تعلیم کے انتظامات کو اولیت دی جائے گی۔

۵۔ مزدوروں کو منافع اور انتظامیہ میں بامعنی شرکت دلائی جائے گی۔ اور مزدوروں اور صنعتکاروں کے تعلقات کو خوشگوار بنایا جائے گا۔

عام معاشی اصلاحات

۱۔ ملک کی معاشی منصوبہ بندی میں منتخب نمائندوں کو شریک کیا جائیگا اور تمام منصوبے اسمبلیوں کی منظوری کے بعد نافذ کئے جائیں گے۔

۲۔ اشیائے تعیش اور دیگر غیر ضروری چیزوں کی درآمد روک دی جائیگی۔

۳۔ بیرونی منڈیوں میں پاکستان کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کر کے برآمدات میں اضافہ کر دیا جائیگا۔

۴۔ کم آمدنی رکھنے والوں لوگوں کے لیے سستے مکانات کی تعمیر کا انتظام کیا جائیگا۔

۶۔ خود رہائشی مکانات پر پراپرٹی ٹیکس ختم کر دیا جائیگا۔

۷۔ کچی آبادیوں اور دیہی علاقوں میں علاج، صاف پانی اور بجلی کی فراہمی کا بندوبست کیا جائیگا۔ اور ذرائع آمد و رفت کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی

۸۔ ملک کے پسماندہ علاقوں کو ترقی دیکر دوسرے علاقوں کے ہم پلہ بنانے کی کوشش کی جاتی گی۔

۹۔ ملکی وسائل کے نفع بخش استعمال کے لیے بڑے بڑے مکانات کی تعمیر روک دی جائیگی۔ مکانات کے رقبہ اور تعمیری اخراجات پر مناسب پابندی عائد کی جائیگی۔

۱۰۔ بے گھر لوگوں کو مکانات کی تعمیر کے لئے قطعات اور تعمیر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے بلا سود قرضے دیئے جائیں گے۔

قومی صحت

آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ آج بھی علاج کی سہولتوں سے محروم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ باشندگان ملک کی عام صحت کو جو تیزی سے گرتی جا رہی ہے سنبھالا جائے اور کوئی ایک فرد بھی ناداری کی بنا پر علاج سے محروم نہ رہ جائے۔ اس غرض کے لئے یہ تدابیر عمل میں لائی جائیں گی۔

۱۔ صحت سے متعلق ایک قومی پالیسی نافذ کی جائیگی تاکہ طبی

سہولتیں ملک کے کونے کونے میں فراہم ہو سکیں۔

۲۔ دیہی علاقوں میں ڈسپنسریوں، ہسپتالوں اور زچہ خانوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائیگا۔ ایک منصوبے کے تحت دیہاتوں میں ڈاکٹروں کو تعینات کیا جائیگا۔ خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز کو ختم کر کے شفا خانوں میں تبدیل کر دیا جائیگا۔

۳۔ تربیت یافتہ افراد کی کمی پورا کرنے اور ہسپتالوں میں مناسب عملہ کی فراہمی کے لئے ڈاکٹروں اور نرسوں کے لئے ایک ہیلتھ سروس تشکیل کی جائیگی۔ ڈاکٹروں، نرسوں اور دوسرے ماہرین کے لئے تنخواہ اور شرائط ملازمت میں ایسی کشش پیدا کی جائیگی کہ ان کے اندر ملک سے باہر جانے کا رجحان ختم ہو۔

۴۔ معیاری دوائیں اندرون ملک کے لئے کارخانوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی جائیگی۔

۵۔ نجی شعبہ میں ہسپتالوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی جائیگی اور انہیں قومی ملکیت میں نہ لینے کی ضمانت دی جائیگی۔ یہ ہسپتال سرکاری نگرانی اور قواعد کے پابند ہونگے۔

۶۔ علاج کی سہولتیں عام کرنے کے لئے یونانی طب اور ہومیو پیتھی شفا خانے بھی سرکاری طور پر قائم کیے جائینگے۔

۷۔ غذا اور دوران میں ملاوٹ کو قطعی طور پر ختم کیا جائیگا اور اس کے ذمہ دار افراد کو عبرتناک سزائیں دی جائینگی۔

غیر مسلم اقلیتیں

اقلیتوں کے بارے میں ہماری پالیسی یہ ہوگی۔

۱۔ اقلیتوں کو ان کی آبادی کے تناسب ان کے براہ راست ووٹوں کے ذریعے نمائندگی دی جائیگی۔

۲۔ سرکاری ملازمتوں اور فنی درسگاہوں میں انہیں انکی آبادی کے لحاظ سے حصہ دیا جائیگا۔

۳۔ ایسی جائیداد کو تحفظ دیا جائے گا جو اقلیتوں کی عبادت سے وابستہ ہوں۔

۴۔ ان کے تمام شہری اور قانونی حقوق کی حفاظت کی جائیگی اور حکومت ان کی مال و جان، آبرو اور شہری آزادیوں کے تحفظ کی پوری طرح ذمہ دار ہوگی۔

۵۔ اپنے معاشرہ کی اصلاح کے لئے وہ جس قسم کے قوانین منظور کروانا چاہیں بشرطیکہ وہ دوسروں کے حقوق پر اثر انداز نہ ہوں انہیں پاس کروانے میں ان کی مدد کی جائیگی۔

۶۔ ان کے اپنے تعلیمی و تہذیبی معاملات میں حکومت کے وسائل سے جس جائز مدد کی ضرورت ہو وہ کشادہ دلی کے ساتھ دی جائیگی۔

۷۔ ان کے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں کوئی بے جا مداخلت نہ ہونے دی جائیگی۔ انہیں اپنے مذہب کے مطابق عمل کی مکمل آزادی دی جائیگی لیکن کسی فرد یا جماعت کو عقیدہ ختم نبوت اور دیگر مسلمہ اسلامی اصولوں کے خلاف تبلیغ و اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی اور ایسا کرنا قابل تعزیر جرم ہوگا۔ اس سلسلہ میں دستور میں دوسری ترمیم کے ضمن میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قانون سازی کے فیصلہ پر مکمل عمل درآمد کیا جائیگا۔

۸۔ انہیں حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت و تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کو اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق چلانے کا حق حاصل ہوگا۔

خارجہ پالیسی

ہماری خارجہ پالیسی کے اصول اور مقاصد یہ ہونگے

۱۔ پاکستان ایک اصولی اور نظریاتی ریاست ہے۔ لہذا ہماری خارجہ پالیسی اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہوگی۔ ہم آزاد خارجہ پالیسی پر عمل پیرا ہونگے۔ ہم دنیا کے تمام ملکوں کے ساتھ اور بالخصوص اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں بشرطیکہ یہ تعلق دوستی و اتحاد ہمارے جائز قومی مفادات اور ہماری آزادی اور خود مختاری پر کسی طرح اثر انداز نہ ہو۔

۲۔ ہم عالم اسلام کے ساتھ قریب ترین تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس امر کی پوری کوشش کرینگے کہ مسلم ممالک متحد ہو کر ترقی اور خوشحالی کے لئے اور قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں باہمی تعاون کے حصول کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں۔

۳۔ ہم جموں اور کشمیر کے عوام کو سیکورٹی کونسل کے فیصلہ کے مطابق استصواب کے ذریعہ حق خود ارادی دلوانے کی بھرپور کوشش کرینگے۔ اور اس اصول سے متصادم جملہ معاہدات کو رد کرتے ہیں۔

۴۔ ہم دنیا کی بڑی قوموں کی کشمکش سے پاکستان کو الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے سیٹو جیسے فوجی معاہدوں سے پاکستان کی وابستگی ختم کر دی جائیگی۔

۵۔ ہم ہر نوع سامراجیت اور استعماری نظام کے خاتمہ کے لئے اپنی انتہائی کوشش کرینگے۔ ہماری امداد و تائید ہمیشہ مظلوم قوموں کے ساتھ ہوگی۔ ہم غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی معاشی آزادی کے لئے جدوجہد کریں گے۔

۶۔ افغانستان اور بنگلہ دیش کے ساتھ تعلقات کو برادرانہ بنا پر استوار کیا جائیگا۔

دفاع

ہماری افواج ملک کا اہم ترین سرمایہ ہیں جن سے ہمارا قومی وقار وابستہ ہے۔ پاکستان تین مرتبہ بیرونی جارحیت کا شکار ہو چکا ہے۔ اس لئے بھی یہ شعبہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ ہم اس بات سے صرف نظر نہیں کر سکتے کہ ہمارا پڑوسی ملک بھارت اس میدان میں کتنی ترقی کر رہا ہے ہمارے لئے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنی افواج کو ہر لحاظ سے اس قابل بنائیں کہ وہ کسی بھی خطرہ کا پورے اعتماد کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔

ہم دفاع پاکستان کو اولیت دیں گے اور اس سلسلہ میں یہ اقدامات کریں گے۔

۱۔ ہم اپنے تمام وسائل مجتمع کر کے پاکستان کی افواج کو جدید ترین اسلحہ سے لیس کریں گے۔

۲۔ ہم مسلم ممالک کے تعاون اور اشتراک سے پاکستان کو اسلحہ سازی کے معاملہ میں خود کفیل بنائیں گے۔

۳۔ اٹھارہ سے پینتالیس سال تک کے تمام مردوں کے لئے فوجی تربیت لازمی قرار دی جائیگی۔ تاکہ پوری قوم افواج پاکستان کے دوش بدوش ملکی سالمیت کا تحفظ کرنے کے قابل ہو سکے۔

۴۔ ہم ہر شہری کو اپنے اور اپنے خاندان اور ملک و قوم کا دفاع کرنے کے لئے اسلحہ رکھنے کی اجازت دیں گے۔

پاکستان قومی اتحاد کے پاس اللہ کے فضل سے آزمائش اور ابتلا کی بھٹی سے گزرے ہوئے تربیت یافتہ، دیانتدار مخلص، بے لوث اور اہل کارکنوں اور نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اس کی صفوں میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد اور ماہرین موجود ہیں اور جس نے قومی زندگی کے اس اہم ترین موڑ پر باہمی تعاون اور اخلاص کا مظاہرہ کر کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔

ہم پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان قومی اتحاد بطریق احسن اپنے فرائض انجام دے گا اور عوام کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔

سعید الرحمٰن علوی
کے قلم سے

دہلی دروازہ سے لنڈا بازار تک

عوام نے اپنا فیصلہ دیدیا

۱۹۵۸ء میں سکندر مرزا کو ایک تحفہ ملا۔ جس کا نام تھا ذوالفقار علی بھٹو۔!

یہ صاحب اس اعزاز سے یہاں آئے سکندر مرزا نے پذیرائی کی کابینہ میں لے لیا۔ لیکن ان کی کابینہ میں آنے سے سکندر مرزا کو نفع کی بجائے نقصان ہوا۔ بلکہ بہت زیادہ، وہ یوں کہ سکندر مرزا کی صدارت بھی گئی اور پاکستان سے ویس نکالا بھی۔

سکندر مرزا کے ساتھ تو جو ہوا سو ہوا، لیکن بھٹو صاحب خوش قسمت تھے کہ ایوب خان بھی ان پر فریفتہ ہو گئے۔ ایوب خان کے دور اقتدار کا وہ حصہ جو مارشل لاء کی جکڑ بندیوں کا شکار تھا۔ اس میں آپ برابر وزیر کی حیثیت سے شریک رہے۔ اس زمانے میں ایک آئین بھی بنا جو بعد میں آئین ۶۲ء کے نام سے یاد کیا گیا۔ یہ آئین جو بقول مسٹر کیانی "لائل پور کے گھنٹہ گھر کی حیثیت رکھتا تھا" منظور قادر صاحب نے بنایا کہ وہی وزیر قانون تھے، لیکن بھٹو صاحب کو بڑے اصرار سے دعویٰ ہے کہ وہ بھی اس میں "دستاویز" کی ترتیب و تدوین میں شریک تھے، بلکہ موثر کردار انہی کا ہے۔

مارشل لاء ختم ہوا تو لولا لنگڑا مجبوری نظام بی۔ ڈی سسٹم رائج ہوا، لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ آج جمہوریت کا سب سے بڑا نام نہاد چیمپئن اس میں بھی برابر کا شریک تھا۔ حتیٰ کہ ایوب خان فاطمہ جناح مقابلہ کے زمانہ میں بھٹو صاحب ایوب خان کے چیف پولنگ ایجنٹ تھے۔

تاشقند میں بگاڑ ہوا تو یہ اپنے محسن کے مقابل آ گئے اور ایسے ایسے سوانگ بھرے کہ توبہ بھلی۔

لیکن ایک بات جس کو جھٹلانا بھٹو صاحب کے بس میں نہیں یہ تھی کہ آپ کا تعلق یحییٰ خان سے تھا اور انہوں نے ایوب خان کو ہٹانے کے لیے یحییٰ خان سے گٹھ جوڑ کیا اور اس طرح سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ایوب کی ہونے والی گول میز کانفرنس سبوتاژ ہو گئی اور بطریق احسن انتقال اقتدار کا جو پروگرام تجویز ہو رہا تھا، بربادی کی نذر ہو گیا۔

یحییٰ خان آئے تو انہوں نے صدارت ہی سنبھال لی جب پر بھٹو صاحب نے انتہائی رنج کا اظہار کیا کس کے سامنے؟ آج کے اپنے ملازم دولتانہ کے سامنے جو خمر و خستر کی دنیا میں سفارت کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ یحییٰ خان نے انتخابات کا اعلان کیا۔ اور اس کے لیے کچھ ضوابط متعین کیے۔ بھٹو صاحب علی الاعلان ان ضوابط کی مخالفت کرتے رہے۔ ان کی دھجیاں بکھیرتے رہے، لیکن یحییٰ خان ٹس سے مس نہ ہوا۔

بالآخر فوجی جنتا اور ہوس اقتدار میں اندھے ہونے والے اس نام نہاد سیاستدان کا گٹھ جوڑ رنگ لایا اور ملک بربادی کا شکار ہو گیا۔

برباد شدہ ملک میں بھٹو صاحب چوہدری بن گئے" اور پھر چوہدری بننے کے بعد جو کچھ انہوں نے کیا وہ ایک ایسی داستان ہے۔ جس کو دہرانا ضروری نہیں۔ اس لیے کہ ہر آدمی اس سے بخوبی واقف ہے۔ اب جبکہ بھٹو صاحب کا آئینی دور ختم ہو رہا تھا تو انہوں نے الیکشن کا اعلان کیا، لیکن الیکشن کا اعلان کرنے سے پہلے ایک سال تک وہ اپنے طور پر تیاریاں کرتے رہے۔ جلسے کیے، ملک سے نمائندوں کی فہرستیں بنوائیں۔ وڈیروں کو پارٹی میں شامل کیا اور بالآخر ڈرامائی طور پر انتخابات کا اعلان کر دیا اس ڈرامائی اعلان کے محرک دو تھے۔

۱۔ وہ خود پوری طرح تیار تھے۔

۲۔ حزب اختلاف انتشار کا شکار تھی۔

(بقول بعض)

لیکن بھٹو صاحب کے دھماکہ خیز اعلان کے بعد حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والی نو جماعتوں نے "قومی اتحاد پاکستان" کے نام سے ایک متحدہ پلیٹ فارم بنا کر بھٹو صاحب کا چیلنج قبول کیا۔۔۔!!

ان پارٹیوں میں جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان، جماعت اسلامی، مسلم لیگ، پی ڈی پی این ڈی پی، خاکسار تحریک، تحریک استقلال اور مسلم کانفرنس شامل تھیں۔

یہ اتحاد بھٹو صاحب کے لیے خلاف توقع تھا وہ اپنی تمام تر "ذہانت" اور خفیہ ذرائع سے بار بار کی تحقیق کے باوجود مار کھا گئے اور اتحاد ان کے اعصاب پر سوار ہو گیا۔ ان کے نفس ناطقہ مسٹر حفیظ پیرزادہ نے اس اتحاد کو سبوتاژ کرنے کے لیے اس کے انتخابی نشان "ہل" کو چیلنج کر دیا۔ گو کہ جنہیں جرأت رندانہ کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا وہ نہ کر سکے، لیکن ہل نے ہل چل مچا دی اور اب اس سے چھٹکارا نہ تھا۔

قومی اتحاد کا قیام ہو گیا، قیادت کا مسئلہ حل ہو گیا، اسمبلی کی نشستیں طے ہو گئیں، منشور سامنے آ گیا۔ الغرض وہ سب کچھ بطریق احسن سرانجام پا گیا جس

کی بنیاد پر حکمران پارٹی دوبارہ اقتدار کی کرسی لگائے بیٹھی تھی۔ اب وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ انتخابی مہم زوروں پر ہے۔ ہر چند کہ بھٹو صاحب سمیت کچھ لوگ دھونس دھاندلی کے طریق اپنا کر "بلا مقابلہ" ہی منتخب ہو گئے ہیں لیکن انہیں ایک پل چین نہیں۔

ان کے دور اقتدار کی قہر سامانیوں سے پریشان حال عوام "سیلاب" کی صورت میں باہر آ گئے ہیں۔ نفرت کا ایک ایسا طوفان ہے جو لاڑکانہ کے شہزادے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے چند لوگ خاص طور پر حق خدمت ادا کر رہے ہیں مسٹر پیرزادہ، کوثر نیازی اور چمڑی ادھیڑنے والے ڈاکٹر مبشر پیش پیش ہیں۔ ان بیچاروں کے جلسوں میں کوئی نہیں جاتا، جلوسوں میں کوئی نہیں آتا جبھی تو ڈاکٹر صاحب نے چمڑی ادھیڑنے کی بات کی۔

کوثر نیازی کا جلسہ میں نے خود پچھلے دنوں راولپنڈی میں دیکھا، گنج منڈی کا علاقہ! میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ ہر آدمی اپنے کام میں مشغول تھا سوائے ان لوگوں کے جن کی دکانیں جلسہ گاہ کی زد میں تھیں، اور جہاں گاہک نہیں آ سکتے تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اسی دن پنڈی میں وارڈ کمیٹیوں کو خصوصی ہدایت تھی اور اس طرح بصد مشکل ایک محدود تعداد جلسہ گاہ میں لائی جا سکی، لیکن جلسہ ختم ہونے کے بعد اس علاقہ کے لوگوں نے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ ناگفتنی ہیں۔

پنڈی کے بعد چلتے چلتے کوثر صاحب لاہور آئے۔ ۱۲ فروری کا دن تھا۔ مشہور عالم دہلی گیٹ میں واقع مسجد شہداء ختم نبوت کے دائیں طرف سٹیج بنائی گئی تھی۔ جبکہ بائیں طرف لنڈا بازار کے وسط میں قومی اتحاد کا جلسہ تھا۔ قومی اتحاد کے جلسے کا اعلان ۲ بجے بعد دوپہر کا تھا، لیکن آپ یقین کریں ۱۱ بجے کے بعد سے لوگ آنا شروع ہو گئے۔ قریب ہی کوتوالی ہے وہاں کے ذمہ داروں نے درخواست کی کہ آپ ہارن مجمع کی طرف رکھیں، پچھلے رُخ کو چھوڑ دیں پی پی پی والے بھی ایسا ہی کریں گے۔ قومی اتحاد کے رہنماؤں جناب شیر محمد درانی، شیخ عبدالرحمٰن اور دوسرے حضرات نے یہ بات مان لی۔ لیکن پیپلز پارٹی کے لقندروں نے عین مسجد کے سامنے ہارن فٹ کر دیئے اور ان کے منہ قومی اتحاد کے جلسہ کی طرف کر دیئے اور ریکارڈنگ شروع کر دی گویا

طاؤس رباب آخر

کا مظاہرہ کر کے اپنے چل چلاؤ پہ مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ۲ بجے پی پی پی کا جلسہ ہونا تھا۔ ۴ بجے کے قریب تک ریکارڈنگ ہوتی رہی۔ سامعین کا انتظار تھا۔ بالآخر کئی ٹرک مختلف علاقوں سے لوگ لے کر آئے۔ تب کہیں "جلسی" شروع ہوئی۔ جس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔

قومی اتحاد کے جلسے کا یہ عالم تھا نولکھا بازار تک عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ تمام دکانوں کی چھتوں پر خلق خدا بھری ہوئی تھی۔ جیالے دکانداروں نے اپنی دکانوں میں کرسیاں، دریاں بچھا کر کاروبار سمیٹ دیا اور سامعین کو موقعہ دیا۔ جلسہ سٹیج کی پچھلی طرف کوتوالی اور مسجد شہداء تک عوام کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔

اُدھر کوثر نیازی اور ڈاکٹر مبشر نے تقریریں کیں وہی چلے ہوئے تیر کہ:

- بانی پاکستان کے مقبرے پر نہیں گئے۔
- قیام پاکستان کے مخالف ہیں۔
- ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔

اور عشر کے نظام کو ظالمانہ نظام کہا گیا۔ لاحول ولا قوة الا باللہ وغیر ذالک۔

اِدھر اس حلقے کے امیدوار قومی اسمبلی مولانا عبیداللہ انور، امیدوار صوبائی اسمبلی ملک حامد سرفراز مولانا محمد اجمل خان، علامہ احسان الٰہی ظہیر، فاروق قریشی مزدور رہنما ڈاہر خان، خاکسار رہنما نثار احمد خان اور طالب علم رہنما متین چوہدری اور دوسرے زعماء نے تقریریں کیں سلمان گیلانی نے تازہ کلام پیش کر کے مجمع لوٹ لیا۔

یوں تو جلسہ ۱۱ بجے سے شروع تھا، لیکن باضابطہ طور پر ۲ بجے شروع ہوا اور ½۵ بجے اختتام پذیر ہوا۔

- مولانا عبیداللہ انور نے اسلام کے عادلانہ نظام کے حوالے سے فرمایا کہ وقت آنے دو انشاءاللہ سب مسائل حل ہو جائیں گے۔
- ملک حامد سرفراز نے لاہور سے ملتان تک قافلہ جمہوریت کے سفر کی داستان سنائی اور بتایا کہ پنجاب جاگ اٹھا ہے۔
- مولانا محمد اجمل نے جذبات کی جوت جگائی اور ۷ مارچ کو صحیح طریق سے اپنی رائے استعمال کرنے کی تلقین کی۔
- علامہ احسان الٰہی ظہیر نے پڑوس میں بولنے والے "رقیب رُوسیاہ" کا ذکر کر کے ہلچل مچا دی۔
- فاروق قریشی صاحب نے "منشور" کی بعض دفعات پر تبصرہ کیا۔
- متین چوہدری نے کفن بردوش جبر و استبداد کا مقابلہ کرنے کا اعلان کیا۔ اور
- طاؤس خان نے موٹی موٹی سیدھی سادی باتیں کر کے توجہ مبذول کرا لی۔

رفیق باجوہ صاحب نے تشریف لانا تھا۔ پنڈی سے آ رہے تھے جہاز لیٹ ہو گیا نہ پہنچ سکے جلسہ کے بعد شیر محمد خان درانی (صدر جلسہ) کی کوشش سے بننے والے دفتر میں دعا ہوئی۔ پھر جلوس نولکھا کی طرف چلا۔ دفتر کا افتتاح ہوا۔ اور اس کے بعد اسٹیشن کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ ریفرنڈم ہو گیا ہے اور قومی اتحاد جیت گیا ہے —!

میرے خیال میں مسٹر نیازی اپنے آقائے ولی نعمت سمیت میدان سے بھاگنے کی سوچیں گے کہ عوام کا رُخ واضح ہو چکا ہے۔ جلسہ کے دوران اطلاع ملی کہ فیروزپور کے اے سی عوام کو دھمکیاں دے رہے ہیں باجوہ صاحب کے بچوں کو اغوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس طرح کی اور بھی اطلاعات ملیں تو ان سطور کے راقم نے جو سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہا تھا حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ اور مجمع غیض و غضب کی تصویر بن گیا —!

بہرحال اب جبکہ عوام واضح طور پر اپنی رائے دے چکے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ بھٹو صاحب کیسے جان چھڑاتے ہیں





جمعیت علماء اسلام کی سرگرمیاں

شہر شہر سے

ترتیب قمر ہاشمی

۴ فروری : بھینس کالونی میں آج بعد نماز جمعۃ المبارک پاکستان قومی اتحاد کا ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جلسہ سے قومی اسمبلی حلقہ نمبر ۱۱ کے امیدوار الحاج محمد ذکریا اور صوبائی نامزد امیدوار جناب ڈاکٹر حسین اختر، جناب شرف الاسلام ایڈوکیٹ اور جناب دوست محمد فیضی نے خطاب کیا۔

قومی اسمبلی کے لئے نامزد امیدوار پاکستان قومی اتحاد کے رہنما الحاج مولانا محمد ذکریا نے کہا کہ آج کے اس عظیم الشان اجتماع نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ عوام کی طاقت ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے رویّہ پر افسوس کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان کی تمام تر کارکردگی صرف برسر اقتدار طبقہ کے لئے ہے۔ اور پاکستان کے عوام کی بھرپور اکثریت کی نمائندہ پاکستان قومی اتحاد کی خبروں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ آپ نے تنبیہہ کی کہ ذرائع ابلاغ کے یہ ذرائع جلد ہی اپنا رویّہ درست کر لیں تو بہتر ہو گا۔ آپ نے عوام کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ پاکستان قومی اتحاد کے نمائندے آئندہ انتخابات میں انشاءاللہ بھرپور اکثریت سے کامیاب ہوں گے۔ آپ نے پاکستان قومی اتحاد کے قائد جناب مولانا مفتی محمود کے کردار کو مثال بناتے ہوئے کہا۔ کہ جناب بھٹو کا بیان کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ علماء کاروبار حکومت کیسے چلائیں گے۔ جب کہ ہمارے پاس ہمارے قائد کا ۹ ماہ کا دورِ حکومت کا کردار موجود ہے۔ کہ اس قدر کامیابی اور خوبی سے صوبہ سرحد کا نظام چلایا گیا۔ کہ نہ کوئی سیاسی قتل ہوا۔ اور نہ ہی امور کے زمانہ D.P.R اور دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی ضرورت سمجھی گئی۔

جناب شرف الاسلام ایڈوکیٹ نامزد امیدوار حلقہ ملیر اور حلقہ علاقے نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکمران پارٹی ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انتشار و اختلافات اور ہنگاموں کو ہوا دے رہی ہے۔ اور پورے ملک میں جگہ جگہ انتخابی ہنگامے کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ انتخابات کے نتائج سے خائف ہے۔ اور انتخابات کو ملتوی کرنے کے بہانے تلاش کر رہی ہے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں متنبہہ کیا کہ ہم حکومت کے اس پروگرام کو ناکام بنا دیں گے۔ آپ نے بھینس کالونی میں ہمارے ورکروں پر انتخابی مہم کے دوران پیپلز پارٹی کی طرف سے تشدد اور گڑبڑ کے واقعات کی پر زور مذمت کی۔ اور انتظامیہ سے ان واقعات کی روک تھام پر زور دیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے حلقہ ملیر سے صوبائی کے امیدوار جناب دوست محمد فیضی نے اپنے خطاب کے دوران عوام کو شاندار استحاد اور اجتماع کرنے پر مبارکباد پیش کی۔ اور یقین دلایا۔ کہ اب وہ دن قریب آ گئے ہیں۔ جب آپ کی تمام تکالیف کا خاتمہ ہو جائے گا۔

پاکستان قومی اتحاد کے ایک اور امیدوار ڈاکٹر حسین اختر نے کہا۔ کہ وزیر اعظم نے حیدرآباد کی تقریر میں غیر شائستہ زبان استعمال کی ہے۔ وہ پوری قوم کی توہین ہے۔ اور پیپلز پارٹی کے چیئرمین نے پارٹی کے اراکین کو اسی طریقے سے ناروا اور بدتمیزی کے ساتھ انتخابی مہم چلانے کی ہدایت کی ہے۔ جو کہ ملک اور مستقبل کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پوری قوم پیپلز پارٹی کے اس رویّہ پر احتجاج کرتی ہے۔ بعد ازاں ان رہنماؤں نے بھینس کالونی میں ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کی۔ اور الیکشن آفس کا افتتاح کیا۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی غنڈہ گردی کی مذمت

۴ فروری پاکستان قومی اتحاد کے نامزد امیدوار حلقہ ۱۱ قومی اسمبلی کے الحاج مولانا محمد ذکریا اور صوبائی اسمبلی کے حلقہ ۲۴ جناب شرف الاسلام ایڈوکیٹ نے ایک مشترکہ بیان میں پیپلز پارٹی کی حالیہ انتخابی غنڈہ گردی اور تشدد کی مذمت کی ہے۔

ان دونوں رہنماؤں نے کہا کہ حلقہ ڈالمیا سیمنٹ فیکٹری کے جماعت اسلامی کے ناظم اعلیٰ کو دھمکیاں دیں۔ اور بھینس کالونی میں انتخابی گاڑیوں پر کنویسنگ کے دوران پتھراؤ کرنا۔ اور ان کے جھنڈے بینرز پھاڑ دیئے۔ اور ملیر ٹنکی میں دو افراد پر حملہ کرنا اور گوٹھ میں انتخابی مہم کی کنویسنگ گاڑی پر پتھراؤ کے مسلسل واقعات ہیں۔ جو کہ پیپلز پارٹی کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔

جناب D.C ایسٹ اور الیکشن کمشنر سندھ کو ان واقعات کا فوری نوٹس لینا چاہیئے۔ اور جلد از جلد ان واقعات کی روک تھام کی جائے۔

شکارپور سندھ میں قومی اتحاد کے امیدواروں کی انتخابی مہم

گزشتہ دنوں پاکستان قومی اتحاد شکارپور سندھ کی طرف سے انتخابی مہم کے سلسلے میں قومی اسمبلی کے امیدوار پیر طریقت حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار میاں عطاءاللہ خان صاحب درانی نے فاروقیہ ہال شکارپور سے اپنے انتخابی مہم کا آغاز کیا۔ یہ جلوس کی صورت میں گھنٹہ گھر سے گزرتے ہوئے اردو بازار چھوترا بازار، ڈھک بازار، مینا بازار، سے گزرتے ہوئے اناج منڈی گڑ بازار، گول مارکیٹ، (ایوبی بازار) سے ہوتا ہوا کڑی عطا محمد محلہ مچھلی مارکیٹ سبزی منڈی بھگڑا بازار سے ہوتا ہوا اسٹور گنج نزد پوسٹ آفس ختم ہوا۔ جلوس ۱۰ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک جاری رہا۔ جلوس

میں حضرت مولانا غلام قادر صاحب ناظم اوّل جمعیۃ علماءِ اسلام صوبہ سرحد مولانا حضور الدین، مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیۃ شہر میاں محمد صالح امیر جماعت اسلامی و دیگر زعماءِ ملت شامل تھے۔ ظہر کی نماز حضرت سید محمد شاہ صاحب امروٹی نے مارکیٹ والی مسجد میں پڑھائی۔ شہر کے عوام نے حضرت امروٹی اور میاں عطاءاللہ درانی کو پھولوں کے ہار پہنا کر اپنی طرف سے حمایت کا یقین دلایا۔ اس جلوس میں حضرت شاہ صاحب امروٹی اور عطاءاللہ صاحب ہر ایک دوکاندار کے ساتھ ہاتھ ملا کر ووٹ کے لئے کہتے رہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑے جلسہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ جلسہ لیاقت پارک نزد گھنٹہ گھر منعقد ہوا۔ جلسہ میں بڑی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ جلسہ سے حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی امیدوار قومی اسمبلی آغا عطاءاللہ خان درانی صوبائی اسمبلی حضرت مولانا غلام قادر صاحب حضرت مولانا حضور الدین اور حافظ نثار احمد صاحب نے خطاب کیا۔ اس کے بعد مدرسہ اشرفیہ محلہ دین پورہ میں ایک جلسہ ہوا جس سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی نائب امیر مرکزیہ و قاضی عدالت شرعیہ پاکستان نے مفصل خطاب فرمایا۔

پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار قومی اسمبلی مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا خطاب

منگورہ سوات فروری ۵ر دفتر جمعیۃ العلماءِ اسلام میں جمعیۃ علماءِ اسلام و جمعیۃ طلباءِ اسلام کا ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالودود صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کا افتتاح قاری فضل خالق نے تلاوت قرآن پاک سے کیا، جمعیۃ طلباءِ اسلام کے ناظم عمومی ضیاءالدین ضیاء نے مختصر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک پاکستان میں اسلامی قانون نافذ نہ ہو جائے ہم آرام کی زندگی نہیں گزاریں گے۔ اور قائد پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود صاحب کے زیر قیادت ہر قسم کا جہاد کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس کے بعد قومی اتحاد کے قومی اسمبلی کے امیدوار مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے خطاب کیا۔ اور کہا۔ کہ قومی اتحاد ملک میں صحیح اسلامی قانون لانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس لئے جمعیۃ طلباء کی یہ ذمہ داری ہے کہ سارے ضلع سوات کے عوام کو قومی اتحاد کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کریں۔ اور اسلامی قانون نافذ کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ اور ہر قسم قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔ جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع سوات نے مولانا سے وعدہ کیا کہ ہم قوم کو قومی اتحاد کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کریں گے۔ اور ہم نے اپنا وقت اس کے لئے وقف کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ قومی اتحاد کے ساتھ سارے ضلع سوات کے عوام ہیں۔ اور انشاءاللہ ضلع سوات میں قومی اتحاد کے امیدوار کامیاب ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ ضلع سوات میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا وجود ختم ہو گیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ قومی اتحاد ملک کی بقا اور سالمیت اور پاکستان میں اسلامی قانون لانے کا واضح سبب ہے۔

حویلیاں ضلع ایبٹ آباد

قومی اتحاد کے ایک عظیم الشان جلسے سے مولانا محمد یونس پرنسپل و سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع ایبٹ آباد نے ائیر مارشل اصغر خاں سے پہلے تقریر کرتے ہوئے عوام پر زور دیا۔ کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں۔ کہ اپوزیشن نے کتنی قربانی دی ہے کہ بغیر سیٹوں کی پرواہ کئے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے متحد ہو کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ اقتدار نہیں چاہتے بلکہ نظام اسلام چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ انہیں کامیاب بنائیں۔ اور ہل کو یاد رکھیں بعد میں اختر ایوب صاحب نے بھی خطاب کیا۔

خراج عقیدت

مولوی محمد یونس پرنسپل و سیکرٹری جنرل ضلع ایبٹ آباد نے حکیم عبدالسلام امیر جمعیۃ علماءِ اسلام ہزارہ ڈویژن کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ ایک مقامی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے حکیم صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

حکیم محمد عبدالسلام ہزاروی کی وفات پر اظہار افسوس

ہری پور۔ مولانا عبداللہ امیر جماعت اہل حدیث ہزارہ ڈویژن نے حکیم عبدالسلام ہزاروی ممبر ملی بورڈ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ انہوں نے ان کی دینی و ملی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ مرحوم تمام زندگی باطل کے خلاف سینہ سپر رہے۔ پاکستان قومی اتحاد کا ایک تعزیتی اجلاس بھی منعقد ہوا۔ جس میں تحریک آزادی کے نامور راہنما الحاج حکیم عبدالسلام کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔

جمعیت طلبہ اسلام گورنمنٹ ڈگری کالج ہری پور ہزارہ کے صدر پرویز اختر۔ جنرل سیکرٹری بختیار احمد نائب صدر اختر نواز اور سیکرٹری نشر و اشاعت قاضی نور الامین نے جمعیت علماءِ اسلام کے ممتاز رہنما مولانا حکیم عبدالسلام کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ مرحوم ہمیشہ علماءِ حق کی مشن کی کامیابی کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔

اظہار تعزیت

جمعیت علماءِ اسلام ہزارہ ڈویژن کی مجلس شوریٰ کا اجلاس نائب امیر مولانا محمد یوسف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیت علماءِ اسلام کے ممتاز رہنما مولانا حکیم عبدالسلام ہزاروی رکن ملی بورڈ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور مرحوم کی دینی۔ ملی۔ سیاسی خدمات اور تحریک آزادی کے سلسلے میں بے مثال قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مولانا شفیق الرحمان نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکیم صاحب مرحوم سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ مولانا احمد علیؒ مولانا ابوالکلام آزاد مولانا محمد حسین احمد مدنیؒ کی قیادت میں جنگ آزادی میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اور متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوتے رہے۔ کبھی کلمہ حق کہنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور ہمیشہ وقت کے ظالم حکمرانوں کے سامنے سینہ سپر رہے۔

عوام پیپلز پارٹی کے مظالم سے نجات پانے کے لئے انتخابات کے موجودہ سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

کراچی۔ ۲۹ جنوری۔ عوام پیپلز پارٹی کے تاریک دور اقتدار کو فراموش نہیں کر سکتے۔ اور اب وہ اس سیاہ اور ظالم دور اقتدار کو دوبارہ کسی صورت میں مسلط نہیں ہونے دیں گے۔ یہ الفاظ پاکستانی قومی اتحاد کے امیدوار برائے قومی

قومی اتحاد پہلے بن جاتا تو انتخابات نہیں ہوتے

انٹرویو: مجاہد بریلوی

جامعہ مسجد

نیو ٹاؤن کے مختصر سے مہمان خانے میں جمعیت کے کارکنوں اور عقیدت مندوں کا بڑا ہجوم تھا۔ فرشی نشست پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے مولانا مفتی محمود صوبائی اسمبلی کی کسی "ہنگامہ نشست" کے سلسلے ہی کارکنوں کو اتحاد کا پابند رہنے کی تلقین کر رہے تھے مفتی صاحب کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ پیروں پر ورم آیا ہوا تھا اور حرارت بھی تھی۔ مگر چہرے پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ اور گفتگو میں وہی روایتی شگفتگی تھی۔

"انٹرویو کرنا ہے اچھا تو کیجئے" مفتی صاحب مخاطب ہوئے۔ "آج کل تو آپ لوگوں سے گفتگو کرنے کو جی چاہتا ہے خدا اس رہی سہی صحافت کو محفوظ رکھے۔ کچھ دن پہلے تک تو سانس بھی زور سے لیتے تھے تو ڈی پی آر لگ جاتا تھا۔ اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ بڑے بے وقوف ہوتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ آج یہ جن آزادیوں سے ہمیں محروم کر رہے ہیں۔ کل انہیں بھی ان بنیادی آزادیوں کی ضرورت ہوگی۔"

"کیا آپ کو آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کی اُمید ہے؟"

مفتی صاحب کے سکتری میں نے ان کی گفتگو کو باقاعدہ انٹرویو کی شکل دیتے ہوئے ان سے پہلا سوال کیا۔

آزادانہ انتخابات ہوں گے یا نہیں اس کے لئے ہمیں کچھ حقائق اور حالات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ بھٹو صاحب نے یکطرفہ طور پر ایک سال سے انتخابی مہم چلائی ہوئی ہے۔ سرکاری ابلاغ عامہ اور حکومت کے تمام ذرائع اس کے لئے استعمال ہوئے بہانہ یہ کیا جاتا رہا ہے۔ کہ پارٹی کی تنظیم اور لوگوں کے مسائل معلوم کرنے کے لئے وہ یہ دورے کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ صورت تھی دوسری طرف ملک میں دفعہ ۱۴۴ تھی۔ ہنگامی حالات اور ڈی پی آر کا بے تحاشا استعمال ہو رہا تھا۔ ممتاز سیاسی رہنماؤں کو نظر بند کیا جا رہا تھا یا اُن پر مقدمات قائم کیے جا رہے تھے۔ اخبارات ہی نہیں پرنٹنگ پریسوں تک پر یہ پابندی تھی۔ کہ حکومت کی اجازت کے بغیر پیپلز پارٹی کے خلاف کچھ نہ چھاپا جائے۔"

"ان حالات میں اچانک وزیر اعظم بھٹو اسمبلی کا اجلاس بلاتے ہیں اور ۴ یا ۵ دن اپوزیشن پارٹیوں کو انتخابی مہم کیلئے دے کر ایک "بہت بڑے حادثے" سے دو چار کرتے ہیں۔ کتنی عجیب سی بات ہے کہ ابلاغ عامہ پر سرکاری کنٹرول کو ختم کئے بغیر کس طرح ہم حکومت کی صرف زبانی یقین دہانی پر یقین کر لیں کہ "آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوں گے"۔ بلوچستان جہاں سے ۱۹۷۰ء کے انتخاب میں پیپلز پارٹی کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہیں ہوا تھا۔ اس آزادانہ اور منصفانہ انتخاب کے طفیل پولنگ کرائے بغیر اکثریت حاصل کر چکی ہے۔"

"یحییٰ خان جیسے فوجی آمر نے بھی انتخابات کا اعلان کرتے ہی پریس پر سے پابندی اٹھالی تھی۔ اور ریڈیو، ٹی وی پر حزب اختلاف کی پارٹیوں کو اپنا پروگرام پیش کرنے کے لئے وقت دیا تھا۔ ہم پیپلز پارٹی کی قیادت سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے

بلا مقابلہ انتخاب کے ذریعہ پیپلز پارٹی نے اقتدار محفوظ کرنے کا پہلا مرحلہ مکمل کر لیا

ہیں کہ انتخابی مہم کے لئے سائیکلیں، اسکوٹر اور جیپیں کارکنوں کو کس فنڈ سے فراہم کی گئی ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ پریس پر کنٹرول ہو، سیاسی قیدی جیلوں میں ہوں اور عام انتخابات ہو رہے ہوں۔ ہندوستان میں بھی انتخابات کا اعلان ہوتے ہی تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔"

"ہم نے موجودہ حکومت کو پانچ سال تک جمہوری طور پر حکومت کرنے کا موقعہ فراہم کیا اور اس کی آئینی حیثیت کو چیلنج نہیں کیا حکومت کو چاہیئے کہ اگر وہ آئندہ پانچ سال تک حکومت کرنا چاہتی ہے تو آزادانہ اور منصفانہ انتخاب کی تمام ضرورتوں کو پورا کرے ورنہ اس ڈھونگ کے ذریعہ انتخاب جیت تو سکتے ہیں لیکن عوام کے دلوں پر حکومت نہیں کر سکتے۔

سوال:۔ آزادانہ انتخاب کے لئے آپ کو کیا گارنٹی چاہیئے۔

جواب:۔ یہ حکومت اس قابل نہیں کہ اس سے آزادانہ انتخاب کی گارنٹی مانگی جائے۔ کاغذات نامزدگی انتخاب کا پہلا مرحلہ ہوتے ہیں۔ اور جس طرح قومی اتحاد کے امیدواروں کو کاغذاتِ نامزدگی داخل کرنے سے روکا گیا ہے اس سے آزادانہ انتخاب کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اب ہم حکومت سے کس طرح آزادانہ انتخاب کی توقع کریں۔

سوال:۔ پیپلز پارٹی کی پہلی مدت اقتدار میں آپ کے نزدیک خاص خاص خامیاں کیا ہیں؟

جواب:۔ خاص خاص نہیں عام عام خامیاں کہیئے۔ سیاسی طور پر پچھلے پانچ سال میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت تمام جمہوری اداروں کو مسخ کر کے "کنٹرولڈ" جمہوریت دوسرے لفظوں میں آمریت کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ یہاں تک کہ انتخابات کے دنوں میں سیاسی پارٹیاں مطالبہ کرتی ہیں کہ اب تو دفعہ ۱۴۴ اٹھالو۔ پریس کو آزاد کر دو۔ کتنا غیر جمہوری مطالبہ ہے قومی و صوبائی اسمبلی کے ختم کرنے کے بعد حکومت نے اس کی کارگزاری کے بارے میں بڑے لمبے چوڑے بیانات دیئے ہیں ہمیں یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ جب اسمبلی کے ہم پانچ سال ممبر رہے اس نے عوام کے بنیادی حقوق اور آزادی کا تحفظ کرنے کے بجائے عوام کو پابند کرنے کے قوانین بنائے ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی اسمبلی ہو جس میں حزب اختلاف کو غیر آئینی ترمیم کرنے سے روکنے پر پولیس فورس کے ذریعہ اسمبلی سے باہر نکال پھینکا ہو۔

پیپلز پارٹی نے پانچ سال حکومت عوام کی طاقت سے

پیپلز پارٹی اقتدار میں ہے اسے وعدے کرنے اور منشور دینے کی کیا ضرورت ہے

نیم پولیس، فیڈرل سیکورٹی فورس اور فوج کی طاقت سے کی ہے۔ یہ ریاستی ادارے جو امن و امان اور عوام کی حفاظت کے نام پر بنائے گئے تھے ان کا امن و امان کو قائم کرنے کا مقصد برسر اقتدار طبقات کی سیاست کی حفاظت کرنا تھا۔ آج جب عوام کو موقع ملا ہے تو وہ جس بڑی تعداد میں جلسوں جلوسوں میں شرکت کر رہے ہیں اس سے پیپلز پارٹی کو یقیناً اپنی مقبولیت کا احساس ہو گیا ہو گا۔

حکومت اس بات کی بھی دعویدار ہے کہ اس نے پچھلے پانچ سال میں ملک کو معاشی طور پر مستحکم کر دیا ہے۔ یہ کیسا معاشی استحکام ہے کہ دو سو روپے سے ۲ ہزار روپے مہینہ تنخواہ حاصل کرنے والا فرد بھی معاشی طور پر پریشان ہے۔ صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا گیا ہے۔ یقیناً یہ ایک اچھا اقدام تھا۔ لیکن اس سے اگر کوئی فائدہ ہوتا تو مہنگائی میں یہ سو گنا اضافہ نہ ہوتا۔ غیر پیداواری اخراجات میں گذشتہ پانچ سال میں جتنا اضافہ ہوا ہے اس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ حکمران ٹولے کے سرپرستوں اور پیپلز پارٹی کے تیسرے درجے کے کارکنوں نے جو لوٹ مار مچائی ہے اس کے سبب آج ملک ایک کھرب روپے کا مقروض ہے۔

سوال:۔ آپ اپنی انتخابی مہم کی بنیاد کن نکات پر رکھیں گے

جواب:۔ ہمارے منشور کی بنیاد حکومت کی انہی خامیوں کو بیان کرنے پر ہو گی۔ لیکن یہ تنقید برائے تنقید نہیں ہو گی بلکہ اس کے ساتھ ہمارا ایک منشور بھی ہو گا۔ جس کی بنیاد عوام کے سیاسی و معاشی حقوق پر ہو گی ۔ لیکن ہمارا جو بھی منشور ہو گا۔ اس کی حیثیت ایک وعدے کی سی ہو گی۔ جو پارٹی اقتدار میں نہ ہو وہ وعدے ہی کر سکتی ہے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ برسر اقتدار پیپلز پارٹی نے بھی اپنا منشور پیش کیا ہے۔ اور عوام سے مزید پانچ سال اقتدار میں آنے کے لئے کچھ وعدے کیے ہیں۔ ہم اس بارے میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ "پیپلز پارٹی اقتدار میں ہے اسے وعدے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ عوام کو منشور پر ٹالنے کی بجائے وہ عمل کرے۔ اسے اپنے منشور پر عمل کرنے سے کون سی طاقت روک رہی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ میں یہ بات کہتا چلوں کہ پیپلز پارٹی کی اصل طاقت" جاگیردار، وڈیرے اور صنعت کار ہیں۔ ایسی صورت میں یہ حکومت منشور کچھ بھی دے کیسی ہی بلند بانگ اصلاحات کے دعوے کرے وہ ان پر عملدرآمد نہیں کر سکتی۔

جب تک مفاد پرست نوکر شاہی اور عیار سیاست دان ختم نہیں ہوتے' اقتدار کی پُرامن منتقلی نہیں ہو سکتی!

سوال:۔ اگر حکمران پارٹی آزادانہ انتخابات کرائے تو وہ کتنی سیٹیں جیت سکتی ہے؟

جواب:۔ یہ "اگر" اب بے معنی ہو چکا ہے۔ عوام ہمارے ساتھ ہیں دفعہ ۱۴۴ اٹھتے ہی قومی اتحاد کے جلسوں میں جس بڑے پیمانے پر عوام ہمارے جلسوں میں شرکت کر رہے ہیں اور جس طرح حکمران پارٹی کے امیدوار کرائے کے ٹرکوں اور بسوں میں لاد کر لوگوں کو لا رہے ہیں۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام کا فیصلہ کس کے حق میں ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے ایک بڑی تعداد میں اپنے نمائندوں کو بلا مقابلہ منتخب کرا کے اپنے اقتدار کو محفوظ کرنے کا پہلا مرحلہ طے کر لیا ہے۔ دوسرا مرحلہ پولنگ کا ہے۔ جن لوگوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں وہ ۷ مارچ کو ہونے والے انتخاب کے نتائج سے اچھی طرح واقف ہیں۔ لیکن اس طرح الیکشن جیت کر پیپلز پارٹی کو بڑی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

سوال:۔ کیا وزیر اعظم بھٹو اپنی اصلاحات کی بنیاد پر الیکشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے؟

جواب:۔ اصلاحات ایک فرضی نام نہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے اپنے دور اقتدار میں مزدوروں کسانوں اور عوام کے لئے جو اصلاحات کی ہیں ان کا اثر ان لوگوں کے معیار زندگی پر کیا پڑا ہے۔ کیا لوگ خوشحال ہو گئے ہیں۔ کیا ان کے معاشی مسائل حل ہو گئے ہیں۔ کیا ان گھروں میں چراغ روشن ہو گئے ہیں جہاں غربت کی تاریک گھٹا برسوں سے چھائی ہے۔ وہاں کیا گھٹن اور تنگی میں کمی ہوئی ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہوا ہے۔ عام لوگوں کی بدحالی اور معاشی تنگدستی میں اضافہ ہوا ہے اگر ان اصلاحات کا کچھ فائدہ ہوا بھی ہے تو ان طبقات کو جو ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں اقتدار میں رہ کر لوٹ کھسوٹ کرتے رہے ہیں۔ اصلاحات کا بوجھ قوم کے کاندھوں پر ڈالنا قوم کے ساتھ مذاق ہے۔ اگر صحیح معنوں میں اصلاحات کی جاتیں تو قوم مطمئن ہوتی اور پیپلز پارٹی کے ساتھ ہوتی لیکن پیپلز پارٹی کے ساتھ اس وقت ان چار صوبوں میں کون لوگ ہیں۔ وہی نواب زادے۔ خان بہادر، سردار، وڈیرے اور جاگیردار۔ ان کی بنیاد پر اگر پیپلز پارٹی دھونس دھاندلی سے انتخابات جیتنا چاہتی ہے۔ بحمد اللہ شوق سے جیتے لیکن یہ بات طے ہے کہ عوام انہیں رد کر چکے ہیں۔

سوال:۔ مفتی صاحب حکومت کی پالیسیوں کے خلاف آپ جو اعتراض کرتے ہیں اور مستقبل میں جو کرنے والے ہیں کیا اس کے کوئی دستاویزی ثبوت آپ کے پاس ہیں۔

جواب:۔ دستاویزی ثبوت اس وقت پیش کیے جاتے ہیں جب بات ڈھکی چھپی ہو۔ رات کے اندھیرے میں تاریکی خود ایک ثبوت ہوا کرتی ہے۔ حکومت کی پالیسیوں سے بدظن عوام کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اب ہمیں ثبوت پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ احتساب کا موقع تو دیجئے حقیقت لاکھ چھپائے نہیں چھپتی۔

سوال:۔ پرامن انتقال اقتدار کے لئے انتخابات کے انعقاد کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ہو سکتا ہے۔؟

جواب:۔ یہ بات بہت اہم ہے اور بہت سے حقائق اس کے پیچھے پوشیدہ ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنے ملک کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو واقعات کی کڑیاں ملتی نظر آئیں گی۔ یہ بات یقیناً افسوسناک ہے کہ ہمارے ملک میں حکومت کی تبدیلی انتخاب کے ذریعہ نہیں ہوئی۔ سب سے پہلی مثال اس ملک کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کی ہے جن کو شہید کر کے اقتدار خواجہ ناظم الدین کو منتقل ہوا۔ خواجہ ناظم الدین سو کر اٹھے تو انہیں علم ہوا کہ غلام محمد انہیں وزارت کے عہدے سے برطرف کر چکے ہیں۔ غلام محمد سے اقتدار اسکندر مرزا نے اپنے سازشی ذہن سے منتقل کیا۔ اور اسکندر مرزا کو ایوب خان نے چاندی کی طشتری میں سجا کر ملک سے باہر بھیج کر اقتدار پر قبضہ کیا۔ اور فیلڈ مارشل ایوب خان سے اقتدار بدکردار جنرل یحییٰ خان نے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔ اور ہمارے بھٹو صاحب جب اقتدار میں آئے تو یہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ قوم باشعور نہیں ہے وہ ہر آنے والے کو تسلیم کر لیتی ہے۔ بلکہ یہاں حکومتوں کا مزاج اس طرح بن گیا ہے۔ اگر انتخابات آزادانہ ہو جاتے ہیں تو "عیار سیاستدان" اس ملک کی نوکر شاہی سے مل کر اسے سبوتاژ کر دیتے ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں انتخابات آزادانہ ہوئے۔ شیخ مجیب کو یہ آئینی اور جمہوری حق حاصل تھا۔ وہ اس ملک کا وزیر اعظم بنتا۔ لیکن عیار سیاستدانوں نے نوکر شاہی اور بدکردار فوجی جنرلوں سے گٹھ جوڑ کر کے عوامی فیصلے کو مسترد کر دیا۔ سرحد اور بلوچستان میں جمعیت علمائے اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کو عوام نے حکومت کرنے کا حق دیا تھا۔ لیکن وہاں کے عوام کے اس فیصلے کو رد کرتے ہوئے ایک

باقی ص ۲۷ پر

کے صدر ایس کے عباسی نائب صدر ... اعوان ناظم عمومی شمس الرحمن عباسی اور ناظم نشریات ... شیخ نے مشترکہ بیان میں کراچی میں حکمران جماعت کی دہشت گردی اور قومی اسمبلی کراچی کے حلقہ نمبر ۹ ڈرگ کالونی ع۳ اور حلقہ ۱۱ میمن گوٹھ میں وزرا کی موجودگی میں ہونے والی غنڈہ گردی اور تشدد کی سخت مذمت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس قسم کے گھٹیا واقعات اور اوچھے ہتھکنڈوں سے حکمران کی عزت کی بجائے رسوائی ہوگی اور عوام جو پہلے ہی بیزار ہے مزید بددل ہو جائے گی۔ کراچی جمعیۃ طلباء اسلام نے اپنے پریس ریلیز میں سرکاری پالتوؤں کو خبردار کیا ہے کہ وہ علماء کو کمزور نہ خیال کریں۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن اپنی جان کی بازی لگا کر بھی علماء کی حفاظت کریں گے۔ اور ان کے لیے شبانہ روز جدوجہد کریں گے۔

حیدرآباد

گذشتہ ہفتہ جمعیۃ طلباء اسلام حیدرآباد کے کارکنوں کا اجتماع مولانا نور محمد کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے مولانا عبدالرؤف صاحب اور احمد شاہ گیلانی صاحب نے خطاب کیا۔ بعد ازاں جناب حاجی کرامت اللہ صاحب کی نگرانی میں ضلعی انتخاب ہوا جو کہ درج ذیل ہے:

صدر : مقصود احمد صاحب

نائب صدر : عبدالغفور صاحب بروہی

ناظم عمومی : حافظ احمد صاحب

ناظم : عبدالکریم صاحب

ناظم نشریات : سیف الرحمن صاحب

ناظم مالیات : عبدالاحد صاحب شفیق۔

گوجرانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ مدرسہ انوار العلوم یونٹ کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت جناب سخی داد بے نوا۔ صدر اجلاس کے علاوہ مقامی ناظم عمومی محمد رمضان علوی اور ... شاہ بخاری

اور سید عبدالقدیر شاہ صاحب نے خطاب کیا۔ اور ووٹ کی اہمیت واضح کی۔ اور طلباء کو موجودہ انتخابات کے لیے زور دیا کہ وہ اہل افراد کیلیے تگ و دو کریں اور عوام پر واضح کریں کہ ووٹ ایک قومی امانت ہے اور اس کا غلط استعمال خیانت کے مترادف ہے اس لیے پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں کو ہم اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہیں

ہرنائی (بلوچستان)

جمعیۃ طلباء اسلام ہرنائی یونٹ کا اجلاس گذشتہ دنوں جناب امیر ترین منعقد ہوا جس میں آئندہ دو سال کے لیے درج ذیل عاملہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر : عبدالرشید

نائب صدر : عبدالحکیم اسعدی

ناظم عمومی : خیر گل آخند ترین

ناظم : عبدالرشید غریب آباد

ناظم مالیات : ولی محمد صاحب۔

جاوید ابراہیم

پراچہ الیکشن

لڑ رہے ہیں

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سینئر نائب صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ صاحب پاکستان قومی اتحاد کے ٹکٹ پر کوہاٹ کے حلقے سے سرحد اسمبلی کے لیے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ سرحد کے صدر جناب فضل الرحمن صاحب اور ناظم عمومی جناب حافظ بشیر احمد کمال نے جمعیۃ طلباء اسلام کوہاٹ کے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ پراچہ صاحب کی کامیابی کے لیے جدوجہد کریں۔

صوبہ سندھ کے کارکنوں کیلیے

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر سید سراج احمد شاہ امروٹی، ناظم عمومی محمد اسلم شیخ نے صوبہ سندھ کے تمام کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوبہ سندھ میں قومی اور صوبائی اسمبلی کی تمام نشستوں پر جہاں پر علماء حق الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں وہاں پر ان کے لیے جدوجہد کریں اور عوام کو ... کا صحیح رخ بتائیں خصوصاً حضرت مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف، حضرۃ مولانا سید محمد شاہ امروٹی، مولانا محمد زکریا صاحب اور دیگر علماء جہاں جہاں سے انتخابات میں حصہ لے رہے ہیں وہاں وہاں مقدور بھر کوششیں کریں اور رائے عامہ پر یہ واضح کریں کہ اس ملک میں اسلام وہی طبقہ لا سکتا ہے جو اسلام کو بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے۔ آج تک اسلامیان پاکستان سے اسلام کے نام پر جو ناٹک رچایا ہے اس کی شام ہو چکی ہے۔ قوم کو مزید اندھیروں میں نہیں رکھا جا سکتا۔ لہذا اسلامی ذہن کے حامل افراد کو منتخب کر کے ملک میں اسلامی نظام کی راہ ہموار کی جائے۔

دورہ پنجاب

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے وفد نے پنجاب میں مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ مرکزی صدر میاں محمد عارف، ناظم عمومی محمد فاروق قریشی، جناب عبدالمتین چوہدری، محمد ادریس صاحب نے جھنگ، چیچہ وطنی، بہاولپور، بہاولنگر، خیرپور ٹامیوالی، کہروڑ پکا، ملتان اور لاہور میں متعدد انتخابی جلسوں سے خطاب کیا۔

انہوں نے واضح کہا کہ موجودہ حکومت نے زندگی کے ہر شعبے میں غلط اقدامات کیے۔ ملک کو سیاسی معاشی، اخلاقی اور سماجی حیثیت سے کھوکھلا بنا دیا ہے۔ اسلام کے نام کو غلط استعمال کیا گیا اور قوم کو دھوکہ دیا گیا ہے، لیکن اب قوم نے ان لوگوں کا صحیح روپ دیکھ لیا ہے۔ اس لیے اب مزید دھوکے میں نہیں آئیں گے

سٹاپ پریس پرچہ مکمل ہو گیا تھا، اطلاع موصول ہوئی کہ جناب ندیم اقبال اعوان ضمانت پر رہا ہو گئے....

اسمبلی حلقہ ۱۱ نے ایک انتخابی جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

جلوس بعد نماز جمعۃ المبارک فاروقی مسجد کھوکھرا پار سے شروع کیا۔ اور ۱-۵ ایریا کے مقام پر ان کے الیکشن ہیڈ آفس پہ آکر ختم ہوا الحاج مولانا محمد ذکریا نے مزید کہا۔ کہ اب آپ لوگ دوبارہ پیپلز پارٹی کے خوشنما انتخابی نعروں پر توجہ نہ دیں۔ پیپلز پارٹی نے اپنے دورِ اقتدار میں طلبہ مزدوروں کسانوں اور وکلا پر جو مظالم کئے ہیں اور قتل و غارت کا جو بازار گرم رکھا ہے۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

قومی اسمبلی حلقہ نمبر ۱۱ کے پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار اور مولانا محمد ذکریا نے کہا ہم انشاء اللہ عوام کی طاقت اور آپ کے اتحاد کی بدولت ماضی کے ان غلط حکمرانوں اور ان کے حالیہ برادروں کو شکست فاش دیں گے۔ اس کے علاوہ صوبائی اسمبلی کے پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار ڈاکٹر حسین اختر اور جناب شرف الاسلام صاحب نے بھی خطاب کیا۔

الیکشن کمشنر ملک میں منصفانہ انتخابات کے لئے غنڈہ گردی کو فوری طور پر روکنے کے لئے مداخلت کرے۔

کراچی ۲۹ جنوری پاکستان قومی اتحاد قومی اسمبلی حلقہ ۱۱ کے امیدوار مولانا محمد ذکریا صاحب نے چیف الیکشن کمشنر کے نام ایک درخواست بھیجی ہے۔ جس جسٹس سجاد احمد جان سے فوری طور پر مداخلت کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ الحاج مولانا محمد ذکریا نے جو جمعیت علماءِ اسلام کراچی سنٹر کے امیر بھی ہیں۔ اپنی درخواست میں کہا ہے۔ کہ اندرونی سندھ پاکستان قومی اتحاد کے امیدواروں اور ان کے متعلقین کو ہر ممکن طریقے سے پریشان کیا جارہا ہے اور انہیں نقصان پہنچا کر ہراساں کیا جارہا ہے حال ہی میں P.N.A کی چار انتخابی پک اپ گاڑیاں پولیس نے حیدر آباد میں روک لی ہیں۔

اس کے علاوہ حلقہ مجاہد کالونی ڈالمیا کے پاکستان قومی اتحاد کے راہنما جماعت اسلامی کے مقامی ناظم عبد القادر صاحب کو پیپلز پارٹی کے دو غنڈوں ہاشم اور جان نے زدو کوب کیا۔ اور الیکشن کے ورک کرنے کی صورت میں جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دیں۔ مولانا نے کہا ہے۔ کہ اس صورت حال کے پیشِ نظر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کیسے کرائے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ فوری مداخلت کریں اس قسم کی درخواستیں آئی جی۔ سندھ اور ڈی سی کراچی کو بھی بھیجی گئی ہیں۔

حکیم عبد السلام قریشی

ہری پور ہزارہ جمعیت علماءِ اسلام ہزارہ ڈویژن کے امیر اور گورنمنٹ طبی بورڈ کے رکن مولانا حکیم عبد السلام ہزاروی کی انتقال کی دلخراش خبر سن کر ملک بھر سے مذہبی۔ سیاسی، سماجی اور طبی حلقوں کا تعزیت کرنے کے لئے تانتا بندھ گیا۔ قومی اتحاد کے لیڈر ائیر مارشل اصغر خاں۔ مولانا۔ مولانا غلام اللہ خان داد، خان مولانا۔ سید محمد ایوب خاں بنوری، مولانا عبد الحکیم، حکیم احمد حسن امرتسری، ڈاکٹر جلال الدین نے ان کی رہائش گاہ پر جاکر تعزیت کی اور ان کی وفات کو عظیم المیہ قرار دیا۔ سخت سردی اور بارش کے باوجود نماز جنازہ میں معززین شہر علماء کرام حکماء اور اعلیٰ حکام کے علاوہ ہزاروں [illegible] روتی ہوئی آنکھوں اور تڑپتے ہوئے دلوں [illegible] بعد میں حکیم صاحب مرحوم کو [illegible] آبائی گاؤں میرپور میں ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں مولانا غلام غوث ہزاروی۔ اختر ایوب خاں۔ خان خواجہ محمد خاں۔ عبد الرحمان خاں سیفر خان جلال الدین عرف جلال بابا مولانا سید محمد ایوب خاں بنوری۔ سابق ڈپٹی سپیکر۔ محمد نواز خاں، مولانا قاری محمد آمین۔ مولانا رمضان علوی، مولانا۔ چراغ الدین شاہ۔ حکیم شرف الحق خاں، حکیم محمد یٰسین نقشبندی حکیم ایوب حسن، راجہ امان اللہ خاں، اور متعدد سابق ممبرانِ اسمبلی نے شرکت کی۔

واضح رہے حکیم عبد السلام ہزاروی تحریک آزادی کے ممتاز و معروف رہنما تھے۔ اور انہوں نے اس دوران متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مرحوم کی ساری زندگی سیاست کی انتہیں پرخار وادیوں میں گزری، لیکن انہوں نے کبھی بھی کلمۂ حق کہنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور وہ ہمیشہ وقت کے ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے سینہ سپر رہے۔

حلقہ ۶ لاہور میں انتخابی سلسلہ میں طوفانی سرگرمیاں

(صاحبزادہ میاں عبد الرحمن انارکلی)

۳ فروری بروز جمعرات مین بازار نیو انارکلی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ زیر صدارت جناب چوہدری ظہور الدین مجاہد حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ملک کی سالمیت اور استحکام صرف اور صرف نظام اسلام میں ہے۔ آج تک جتنے حکمران اس ملک میں آئے۔ اسلام سے روگردانی کرتے رہے۔ ملک کی بقا اور سلامتی کو نقصان پہنچایا۔ اسلام کے بھی غدار اور ملک کے بھی غدار تھے۔ موجودہ برسر اقتدار طبقہ نے پورے ملک کے اندر عیاشی اور فحاشی کے اڈے قائم کئے ہوئے ہیں۔ ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ ہر طرف جبر و استبداد کا دور دورہ ہے۔ مولانا موصوف نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ نو جماعتوں کا اتحاد صرف اور صرف نظام شریعت مقام مصطفےٰ ؐ اور نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ ہمارا اتحاد قائم رہے گا۔ اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور دشمن کا منہ کالا ہوگا سامراجی طاقتوں کی سازشیں ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گیں۔

خطیب پاکستان جناب مولانا اجمل خاں صاحب نے فرمایا کہ نو جماعتوں کا اتحاد ملک کے لئے نیک فال ہے۔ موجودہ حکمرانوں نے اسلام کا نام لے کر اسلام سے دھوکا کیا۔ جس کلمے کے نام پر ملک کو حاصل کیا گیا۔ اس کلمہ سے دھوکا کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ملک کا ایک بڑا حصہ اپنے سے جدا کر دیا۔ آج بھی اگر ہم نہ سنبھلے، نیک اور صحیح نمائندوں کو کامیاب نہ کیا تو خدشہ ہے۔ کہ نتائج مزید خراب نہ ہو جائیں۔ میں تمام حاضرین سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ مولانا عبید اللہ انور جن کی شرافت اور دیانت پر کسی کو شبہ نہیں۔ انہیں اور دیگر پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں کو کامیاب بناکر اسلام دوستی کا ثبوت دیں۔ اسی قسم کے خیالات کا اظہار مولانا اختر کاشمیری، ملک حامد، سرفراز، نثار احمد قریشی، روزی خاں، طاؤس

خاں نے بھی کیا۔ سید سلمان گیلانی نے نظمیں پڑھ کر لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔

۲۔ چوک نسبت روڈ۔ گنپت روڈ گوالمنڈی، چوک برف خانہ، عبدالکریم روڈ، فتح محمد روڈ، تیسرنوالہ گیٹ، و دیگر مقاماتِ اہم پر کئی کئی ہزار کے اجتماعات سے خطاب فرمایا اور دفاتر کا افتتاح فرمایا۔

ان تمام جلسوں کے بعد جلوس نکالے گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اسلام زندہ باد نظریۂ پاکستان زندہ باد، نظام شریعت زندہ باد، پاکستان قومی اتحاد زندہ باد، فاتح بھٹو مولانا مفتی محمود زندہ باد، مولانا عبید اللہ انور زندہ باد، اکابرین پاکستان قومی اتحاد زندہ باد۔ ایک پرچم نو ستارے زندہ باد ہل جیتے گا۔ ہل جیتے گا۔

پارٹی ٹکٹ اور فیس ایک ضروری وضاحت

الیکشن فنڈز میں دل کھول کر چندہ دیجئے

اکابرین جمعیت علماء اسلام کی طرف سے الیکشن فنڈز کے لئے جو اپیل کی جا رہی ہے۔ وہ دراصل الیکشن کے موقعہ پر سیاسی جماعتوں کی طرف سے عائد کردہ ٹکٹ فیس نہیں ہے۔ اس لئے امیدواران اسمبلی کے لئے اسے لازمی شرط قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ پورے ملک میں انتخابی مہم کے دوران رابطہ قائم کرنے کی غرض سے ہے تاکہ الیکشن کے متعلق سرگرمیوں۔ مخالف عناصر کے پروپیگنڈوں کے جواب اور انتخابی جدوجہد کو منظم کیا جا سکے۔

بنا بریں مخیر حضرات سے التماس ہے کہ الیکشن فنڈز میں دل کھول کر چندہ دیں۔ کیونکہ نفاذ شریعت کے لئے انتخابی مہم چلانا ایک مقدس جہاد ہے جس میں ہر صاحب ثروت کو حصہ لینا ایک مذہبی فریضہ ہے۔

مجلس احرار کے ممتاز رہنما کی جمعیت میں (شمولیت)

حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی جو کہ مجلس احرار اسلام کے ممتاز رہنما ہیں۔ اور ضلع لاہور کے جنرل سیکرٹری اور شعبہ تبلیغ کے انچارج بھی ہیں آپ نے جمعیت العلماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ اپنے احباب کی بھری مجلس میں۔ اور آپ کے تمام ساتھیوں نے بھی آپ کے ساتھ جمعیت العلماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ متعدد بار قید و بند کی صعوبت برداشت کی۔

مولانا ایک شعلہ نوا مقررین بھی ہیں۔ باکردار باضمیر نوجوان بھی ہیں۔ آپ کی شمولیت پر جمعیت العلماء اسلام ضلع لاہور کے رہنماؤں نے خیر مقدم کیا۔ حلقہ انارکلی لاہور کے مولانا میاں عبدالرحمٰن اور قاری مقبول الدین، مولانا عبدالحی، ابوبکر فاروق، مولانا الطاف الرحمٰن نے خیر مقدم کیا۔ مولانا فاروقی نے حضرت درخواستی، مولانا مفتی محمود، مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد شاہ امروٹی، اور مولانا ایوب خاں بنوری، و دیگر اکابرین جمعیت کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اور آپ نے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

اپوزیشن جماعتوں کا وسیع تر اتحاد ملکی سالمیت و استحکام کی عظمت کا آئینہ دار ہے

مولانا مفتی محمود، غفور احمد، شاہ احمد نورانی، ایئر مارشل اصغر خاں

شیر باز مزاری، ملک قاسم۔ پیر پگاڑو کو مبارکباد

آزاد کشمیر: جمعیت العلماء آزاد جموں و کشمیر (حلقہ ۹) کے سیکرٹری جنرل محمد عبید اللہ فاروقی نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ اپوزیشن جماعتوں کا باہمی اتحاد ملکی سالمیت و استحکام کی عظمت کا آئینہ دار ہے۔ اور اس وسیع تر اتحاد سے پاکستانی عوام کے سر فخر سے بلند ہو چکے ہیں۔ اور اس سے ملک کی عظمت کا وقار بہت بلند ہوا ہے۔ اور اس اتحاد کی بنا پر تمام اپوزیشن جماعتوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایک دوسرے سے تعاون کیا ہے۔ اور اس سے اپوزیشن کا وقار ملک میں بلند ہو گیا ہے۔ عبید اللہ فاروقی نے کہا کہ ایسے اتحاد کی اس وقت اشد ضرورت تھی۔ جس کا اپوزیشن نے بروقت فیصلہ کیا ہے۔ اور اس اتحاد سے عوام کو یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اپوزیشن کا مقصد صرف اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ قوم و ملک کی سالمیت و استحکام بہت عزیز ہے۔

آخر میں عبید اللہ فاروقی نے کہا۔ اگر اپوزیشن کا یہ اتحاد اسی جذبہ حب الوطنی پر قائم رہا تو یقیناً اپوزیشن ملک میں اکثریت حاصل کر کے رہے گی چنانچہ انہوں نے تمام اپوزیشن پارٹیوں سے یہ اپیل کی ہے۔ کہ وہ ہونے والے الیکشن میں ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کریں۔ اور ہر ایک پارٹی اپوزیشن کے مشترکہ امیدوار کو اپنا امیدوار سمجھ کر اس کی سپورٹ کرے۔

حرم گیٹ بوہڑ گیٹ۔ چوک فوارہ۔ کچہری ہوتا ہوا بوہڑ چوک گھنٹہ گھر پر ختم ہوا۔

قبل ازیں مدرسہ قاسم العلوم میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ ہم کسی صورت میں انتخاب کا بائیکاٹ نہیں کریں گے۔ بلکہ مقابلہ کریں گے اور حکمران جماعت کو شکست دیں گے۔

پاکستان قومی اتحاد ایک سیاسی جماعت ہے۔ اور ہم انتخابات کے بعد قومی اتحاد کے نام سے پارلیمنٹ میں بیٹھیں گے اور سیاسی جماعتوں کا اطلاق بھی قومی اتحاد کے ارکان پر ہوگا۔ قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کرنے والے ارکان اسمبلی کی نشست سے محروم ہو جائیں گے۔

ہم برسراقتدار آنے کے بعد ایک ماہ تو بڑی بات ہے ہم ایک دن میں نظام شریعت نافذ کر سکتے ہیں میں نے صوبہ سرحد میں وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف اٹھانے ہی پہلے روز شراب پہ پابندی عائد کر دی تھی۔ ہم ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کریں گے۔ کراچی کے جلسہ میں کسی لیڈر نے یہ نہیں کہا کہ قومی تحویل میں لیئے گئے بنکوں اور کارکنوں کو واپس کر دیا جائے گا۔ بلکہ یہ کہا گیا تھا کہ یہ کارخانے قومی تحویل میں نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کی تحویل میں لئے گئے ہیں یہ پروپیگنڈہ غلط ہے کہ ہم تمام کارخانے واپس کر دیں گے۔ حکومت خود ہی غلط مفروضے بناتی ہے اور اس بنیاد پہ خود ہی غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہے۔ صوبہ سرحد میں پیپلز پارٹی کی کوئی حیثیت نہیں جب کہ ہماری پوزیشن بہت اچھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلامقابلہ کامیابی کا دعویٰ کرنے والے تمام امیدواروں کے خلاف الیکشن کمیشن سے اپیلیں کی جا رہی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہماری معیشت بھی اسلام ہے اور ہماری سیاست بھی اسلام۔ دین بھی اسلام اور طاقت کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ ہم اسلام پہ پکا یقین اور اعتماد رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ سعادت ہمیں نصیب ہوگی کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام شریعت نافذ کریں گے۔

بقیہ : انٹرویو

غیر نمائندہ حکومت ان پر مسلط کر دی۔

انتخابات آزادانہ ہوں تو عیار سیاستدان اسے سبوتاژ کر دیتے ہیں تو پھر اقتدار۔ پرامن طریقے سے کس طرح عوامی نمائندوں کو منتقل ہو جب تک ان عیار سیاستدانوں اور اس مفاد پرست نوکر شاہی کو ٹھکانے نہیں لگایا جاتا۔ پاکستان میں آزادانہ جمہوری عمل قائم نہیں ہو سکتا۔

سوال :۔ ایسا خیال کیا جاتا تھا کہ پیپلز پارٹی انتخابات نہیں کرائے گی۔ وزیر اعظم بھٹو جو انتخابات کروا رہے ہیں تو اس کے کیا اسباب ہیں؟

جواب :۔ وزیر اعظم صاحب تو انتخابات تو کرانے تھے دراصل ان کا یہ خیال تھا کہ ایک بڑی تعداد میں سیاسی رہنماؤں کو نظر بند کر کے۔ پریس پر پابندی لگا کر بچی کھچی حصوں میں بٹی ہوئی حزبِ اختلاف کو وہ باآسانی شکست دے دیں گے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی پارٹی میں بھی مزید تطہیر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ بات میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اگر قومی اتحاد پہلے سے بن جاتا تو انتخابات ہرگز نہیں ہوتے اب عوام سڑکوں پر آ چکے ہیں وہ اپنے سیاسی و معاشی حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ عوام کو وعدہ سے ٹالا نہیں جا سکتا اب وہ کچھ لے کر ہی جائیں گے۔ قومی اتحاد کا عوام سے وعدہ ہے کہ وہ لمبے چوڑے وعدے نہیں کرتی لیکن ہر صورت میں عوام کی زندگی میں خوش حالی لائے گی۔ ان کی بدحالی تنگدستی اور بے روزگاری کو ختم کرے گی۔ اور ایک ایسا آزاد اور منصفانہ معاشرہ قائم کرے گی جس میں حکمرانوں کا احتساب

بقیہ : اداریہ

کی زبان استعمال کی ہے۔ وہ ریڈیو اور اخبارات کی وساطت سے عوام کے سامنے آ چکی ہے۔ اس کے باوجود انہیں اور ان کی پارٹی کو شکوہ ہے کہ اپوزیشن والے شائستہ زبان استعمال نہیں کرتے۔ کم از کم وزیر اعظم کو اس سطح پر نہیں آنا چاہیے جس سے قومی وقار مجروح ہو۔ ہر دور میں گالی کی بجائے دلیل ہی نشانِ راہ بنایا گیا ہے گالی نہ مسائل کا حل ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کے لیے سود مند۔ اس سے محض وقتی طور پر جذبات کی تسکین کا سامان فراہم ہو سکتا ہے۔ اس کے